SHEHER SAAZ

Research & Development in Human Settlements

ماحول سے پیار، میرا اظہار

جملہ حقوق بحق شہر ساز، اسلام آباد محفوظ ہیں

آئی ایس بی این (ISBN) نمبر: 978-969-9386-04-6

ٹائٹل صفحہ کا ڈیزائن: امجد میانداد

لے آؤٹ: الماس سلیم

ترتیب وتدوین: مریم جعفر اور رانیلہ سرفراز

ایڈیٹنگ: احمد سلیم

خاکہ نویس: اختر شاہ

پہلا ایڈیشن: 2014

URL: www.shehersaaz.org.pk
www.ainamal.org

فہرست

صفحہ نمبر

1۔کچھ کتاب کے بارے میں I
2۔تسلیمات II
3۔شہرساز کا تعارف III
4۔عین عمل کا تعارف IV
5۔پیش لفظ V
6۔کلائیمٹ چینج ڈویژن کی جانب سے پیغام VIII
7۔ماحولیاتی ماہرین کی جانب سے اظہارخیال X
8۔ماحول پر ایک نظم،توسیع شہر(مجید امجد) XV

9۔اسکولوں کے بچوں کی جانب سے ماحولیاتی کہانیاں 1

10۔شاپنگ بیگز پر ایک نظم 26

11۔اساتذہ کی جانب سے ماحولیاتی کہانیاں 27

12۔یونیورسٹی کی جانب سے ماحولیاتی کہانیاں 35

13۔شہریوں کی جانب سے ماحولیاتی کہانیاں 36

14۔HDFC کی جانب سے تصویری کہانی 39

15۔ماحولیاتی نظمیں 41

16۔2014ء کی ایوارڈ یافتہ کہانیاں 42

کچھ کتاب کے بارے میں

یہ کتاب شہرساز کی جانب سے عین عمل مہم کے تحت ترتیب دی گئی ہے اور اسے اس مہم کی پہلی سالگرہ اور قدرتی ماحول کے عالمی دن بتاریخ 5 جون 2014 کو انٹرنیٹ پر شائع کیا گیا۔ ابتداء میں تو ارادہ یہی تھا کہ اس کتاب کو چھپوایا جائے لیکن مہم کے بہت سے ممبران کی تجویز تھی کہ ایسا نہ کیا جائے تا کہ کاغذ کی بچت بھی ہو اور سب سے بڑھ کر ماحول کی بھی۔ لیکن ہمیں اندازہ ہے کہ انٹرنیٹ پر اس کتاب کی موجودگی سے صرف وہی فائدہ اٹھا سکیں گے جنھیں انٹرنیٹ کی سہولت میسر ہے۔ لہذا فیصلہ یہ ہوا کہ اس کتاب کی اشاعت ری سائیکلڈ (دوبارہ قابلِ استعمال بنائے گئے) کاغذ پر کی جائے گی اور اس کا اجراء اسی سلسلے کی دوسری کتاب کے ہمراہ اکتوبر میں شہرساز کی جانب سے 'ایکو ایکسپو' (ECO EXPO) اور 'محفوظ، پائیدار اور انسانی شہر' (Safe, Sustainable and Humane Urban Spaces) کے موضوع پر منعقدہ کانفرنس کے موقع پر کیا جائے گا۔

اس کتاب میں بچوں، نوجوانوں، اساتذہ اور دیگر شہریوں کی جانب سے اپنے ماحولیاتی اقدامات کے بارے بھیجی گئی چھتیس (36) تحریریں شامل ہیں جن کا انتخاب اس سلسلے میں موصول شدہ تقریباً 160 تحریروں میں سے کیا گیا ہے۔ یہ تحریریں اس مقصد کے لئے ترتیب دیئے گئے ایک فارم پر ہمیں زیادہ تر انگریزی زبان میں موصول ہوئیں جنھیں اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا اور موجودہ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان تحریروں کے علاوہ، قارئین کی دلچسپی کے لئے اردو اور پنجابی زبان میں ماحولیاتی موضوعات پر نامور شعراء کی کچھ ماحولیاتی نظمیں بھی اس میں شامل کی گئی ہیں۔

الماس سلیم
نیشنل کوارڈینیٹر
شہرساز عین عمل

تسلیمات

شہرسازان تمام تعلیمی اداروں کی شکرگزار ہے جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں اپنی اپنی کہانیاں اور تجربات ہمیں بھیجے جو اس کتاب کا حصہ بنی، ان تمام اداروں کے علاماتی نشانات (logos) نیچے دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل مختلف ہے کیونکہ اس میں نہ صرف بچوں نے اپنے ماحولیاتی کام ہمیں بھیجیں بلکہ شہریوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کے علاوہ ہم خاص طور پر اپنے ماحولیاتی ماہرین محمد ظفر، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ، ارتھ اینڈ انوارئمنٹ سائنس، بحریہ یونیورسٹی، اسلام آباد، پروفیسر ڈاکٹر، عذرا یاسمین، فاطمہ جناح یونیورسٹی، راولپنڈی، سعد اللہ ایاز، منیجر پاکستان سسٹین ایبل ٹرانسپورٹ پراجیکٹ، کواڈینیٹر کلائیمٹ چینج، آئی یو سی این اور احمد سلیم، سینئر ریسرچ ایڈوائزر، ایس ڈی پی آئی، اسلام آباد کے بہت مشکور ہیں جنھوں نے ہمیں اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔ احمد سلیم صاحب کے ہم خاص طور پر اس لئے بھی بہت مشکور ہیں کیونکہ انھوں نے اس کتاب میں بحیثیت مدیر کے بھی اپنی خدمات سرانجام دیں۔

SHEHER SAAZ
Research & Development in Human Settlements

شہرساز کا تعارف:

شہرساز کا لفظی مطلب ہے 'شہر بنانے والے' اور شہر سے ہماری مراد ہے انسانی بستی۔ ہماری خواہش، مقصد، مشن اور ہماری سرگرمیوں کا محور ہے کہ جہاں کہیں بھی انسان بستے ہیں یا انسانی بستیاں قائم ہیں ان جگہوں کو حقیقی معنوں میں 'انسانی' بستیاں بنایا جائے۔ انسانی بستیوں کا جو خاکہ ہمارے ذہن میں ہے اس کے نمایاں خدوخال یا خصوصیات کچھ یوں ہیں: ایسی بستیاں جہاں انسان ہی نہیں بلکہ انسانیت بھی بسے؛ جہاں کے باسی اپنی بنیادی سماجی اور ماحولیاتی ذمہ داریاں پوری کریں اور نہ صرف اپنے ہم جنسوں بلکہ قدرتی ماحول کے ساتھ بھی پُرامن بقائے باہمی کے اصولوں کے تحت زندگی گزاریں؛ جہاں امن کا راج ہو: جو قدرتی اور غیر قدرتی آفات کے خطرات سے ہر ممکن حد تک محفوظ ہوں؛ جو قدرتی ماحول کی دشمن نہیں بلکہ دیرینہ دوست ہوں؛ جہاں تمام شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق کا نہ صرف احترام کیا جائے بلکہ انھیں حقیقی معنوں میں پورا بھی کیا جائے؛ جہاں تمام شہریوں کو بلاتفریق بنیادی سہولیات میسر ہوں؛ جو ایسی سماجی اور سیاسی فضاء مہیا کریں جس میں تمام شہریوں کو اپنائیت اور انصاف کا احساس ہو؛ جہاں معیشت اس طور پھلے پھولے کہ اس کے ثمرات تمام شہریوں تک پہنچیں، کوئی معاشی محرومی اور استحصال کا شکار نہ ہو؛ جو دِکھنے میں بھلی معلوم ہوں؛ اور جہاں کی انتظامیہ لوگوں کی نمائندگی کرے، انکے حقوق اور ضروریات کو سمجھے اور انھیں پورا کرنے کے لئے تمام وسائل اور کوششیں بروئے کار لائے۔

شہرساز ایک سماجی ادارہ ہے جو شہریوں، ماہرین، تعلیمی اداروں، متعلقہ حکومتی محکموں، منتخب عوامی نمائندگان، سماجی وسیاسی کارکنوں، سماجی تنظیموں اور نجی شعبہ کی شراکت سے اپنی سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے، ان میں شامل ہیں: مختلف موضوعات پر تحقیق اور اسکی نشرواشاعت؛ سماجی اور ماحولیاتی شعور اور آگاہی کی تحریکیں اور عوامی عمل کا فروغ؛ مختلف موضوعات پر تربیتی پروگراموں، گفتگو اور مباحث کا انعقاد، اور نمونہ جاتی منصوبوں پر عمل درآمد۔

عین عمل کا تعارف:

پاکستان کو بہت سے دیرینہ اور پیچیدہ ماحولیاتی، سماجی اور معاشی مسائل کا سامنا ہے۔ تاہم ان میں سے بہت سے مسائل ایسے ہیں جنکی اصل وجہ شہریوں کے معمولاتِ زندگی؛ عادات واطوار؛ اور قدرتی ماحول، معاشرے اور وہ شہر اور دیہات جہاں وہ بستے ہیں، سے وابستہ انکے خیالات اور رویے ہیں۔ شہر ساز کا ماننا ہے کہ ان مسائل پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے اگر شہری اپنے مذکورہ معمولاتِ زندگی، عادات واطوار، خیالات اور رویوں میں بتدریج تبدیلی لے آئیں۔ اس تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ شہریوں کو اس بارے میں احساس دلایا جائے، ان میں آگاہی اور شعور اُجاگر کیا جائے اور ایسے سادہ اور آسان حل تجویز کئے جائیں جن پر وہ معمولی کوشش سے عمل درآمد کر سکتے ہیں۔

اسی تناظر میں شہر ساز نے شہریوں کے ہی تعاون سے **عین عمل** کا آغاز کیا ہے جو ایک قومی مہم ہے اور اس کا نعرہ ہے: ''چھوٹے چھوٹے اعمال، دکھائیں بڑے بڑے کمال'' (Small Acts, Big Impacts)۔ عین عمل کا مقصد ہے کہ ایسے چھوٹے چھوٹے، سادہ اور سہل اقدامات کو فروغ دیا جائے جنکے ذریعے پیچیدہ مسائل کو شہریوں اور متعلقہ اداروں کی مدد سے سے حل کیا جا سکے۔ عین عمل کی بنیاد ایک سادہ اصول پر مبنی ہے، ''اگر لاکھوں کروڑوں لوگ ایک ساتھ چھوٹے چھوٹے مثبت اعمال کرنا شروع کر دیں تو پوری دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے''۔

پیش لفظ

ہر سال دنیا بھر میں 5 جون 'قدرتی ماحول کا عالمی دن' کے طور پر منایا جاتا ہے۔اس دن قدرتی ماحول کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے اور گویا اس عزم کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر قدرتی ماحول کا نہ صرف احترام کریں گے بلکہ اسے درپیش مشکلات کو بھی دور کرنے کے لئے ہر ممکنہ کاوشیں کریں گے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اول تو لوگوں کی غالب اکثریت اس دن سے واقف ہی نہیں۔ چند لوگ جنھیں اس دن کا پتہ ہے، ان میں سے بھی بہت سوں کو اسکی اہمیت کا صحیح طور اندازہ نہیں۔

کہتے ہیں جب تک کوئی نعمت حاصل ہو، اسکی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ جب نعمت چھن جائے تبھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لئے کتنی اہم تھی۔ کچھ ایسا ہی رویہ ہمارا قدرتی ماحول کے بارے میں بھی ہے۔فرض کیجئے چند منٹ کے لئے ہوا غائب ہو جائے یا اس میں سے آکسیجن ختم ہو جائے اور آپ کے پاس مصنوعی آکسیجن کا بھی کوئی انتظام نہ ہو۔کیا آپ سانس لے پائیں گے؟ یقیناً نہیں۔اور سانس نہ لے سکنے کا مطلب ہے زندگی کا خاتمہ۔

ہم جانتے ہیں کہ درخت آکسیجن بنانے کی فیکٹریاں ہیں۔ جب کوئی درخت کٹتا ہے تو گویا آکسیجن کی ایک فیکٹری بند ہو جاتی ہے۔خدانخواستہ اگر درخت ختم ہو جائیں یا ان کی تعداد میں کمی واقع ہو جائے تو اس کا نتیجہ آکسیجن کی کمی کی صورت میں سامنے آئے گا جس کا دوسرا مطلب ہے کہ ہم صحیح طور سانس نہیں لے پائیں گے۔ پینے کے صاف پانی کے بغیر بھی ہم زندہ رہنے کا کوئی تصور نہیں کر سکتے۔لیکن ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو پانی جیسی اس نعمت کو اس نظر سے دیکھتے ہیں؟

پرانے وقتوں میں لوگ زمین یا دھرتی کو ماں سمجھتے تھے، اسکی پوجا کرتے تھے اور اسے خوش رکھنے کے لئے سو سو جتن کرتے تھے۔درختوں کو مقدس جانتے تھے، دریا انکے دیوتا تھے، تتلیاں پریاں تھیں۔آج بھی بدھ مت کے کچھ پیروکار پاؤں میں سخت جوتی نہیں پہنتے، اس ڈر سے کہ پاؤں کے نیچے آکر کوئی کیڑہ یا رینگنے والا جانور مر نہ جائے۔آج ہم ان خیالات، اعتقادات اور رویوں کو تو ہم پرستی اور جہالت سمجھتے ہیں۔لیکن میں اکثر سوچتا ہوں کہ جاہل وہ لوگ تھے یا ہم ہیں؟ ان کے ہاں قدرتی ماحول کی اتنی اہمیت تھی کہ انھوں نے اسے ماں اور خدا تک کا درجہ دے دیا اور ایک ہم ہیں کہ قدرتی ماحول سے حقیر ترین چیزوں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔آپ نے بعض جگہ یہ عبارت لکھی دیکھی ہوگی

’’تھوکئے مت‘‘۔ایک روز میں نے بھی ایسی ہی ایک عبارت لکھی دیکھی۔عین اس عبارت کے سامنے ایک صاحب کوتھوکتے دیکھا۔مجھے ایک عجیب خیال آیا کہ زمین تو ہماری ماں جیسی ہے، بھلاکوئی اپنی ماں کے منہ پر بھی تھوکتا ہے؟

آپ انسان اور قدرتی ماحول کے تعلق پر غور کرنا شروع کیجئے۔آپ کو اندازہ ہوگا کہ قدرتی ماحول یا قدرتی وسائل ہمارے لئے کیوں اہم ہیں اوران کے بغیر ہم زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔پس قدرتی ماحول کا عالمی دن اسی احساس کو اجاگر کرنے کے لئے منایا جاتا ہے۔قدرتی ماحول ہمارے لئے اتنا اہم ہے کہ میرے ذاتی رائے میں تو ہر دن قدرتی ماحول کے دن کے طور پر منانا چاہیئے۔

قدرت نے پاکستان کو بہت سے وسائل اور خوبصورتیوں سے نوازا ہے۔دنیا میں ایسے ممالک بہت کم ہیں جہاں فطرت کی اتنی رنگارنگی یکجا ہوگئی ہو۔کون سا موسم ہے جوآپ کو اس ملک میں نہ ملے۔کونسا قدرتی منظر ہے جوآپ پاکستان میں دیکھ نہیں سکتے۔پہاڑ، برفانی تودے، سرسبز وادیاں، جنگل، ہرے بھرے کھیت، میدان، چراگاہیں، سمندر، جھیلیں، چشمے، ندیاں، دریا، صحرا، خوبصورت جانور اور پرندے۔غرض آپ ان میں سے کسی ایک کا بھی تصور کیجئے، آپ کے ذہن میں ملک کا کوئی نہ کوئی خطہ آجائے گا۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں قدرتی وسائل اور ماحول کو بہت سے سنگین قسم کے خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔درخت کٹ رہے ہیں۔دریا اور نہریں گندے پانی کے نالے بن چکے ہیں۔جو کبھی جھلملاتے شفاف پانی کی جھیلیں تھیں وہ اب آلودہ پانی کے جوہڑ ہیں۔ہمارے شہروں میں ذرا تیز ہوا یا آندھی چل پڑے تو ہر طرف پلاسٹک کے شاپنگ بیگ اُڑتے دکھائی دیتے ہیں۔گردوغبار اتنا ہے کہ سانس لینا دشوار۔ملک کے بہت سے حصوں میں لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔یہ مسائل تو اپنی جگہ، لیکن ایک انتہائی سنگین خطرہ موسمیاتی تبدیلیوں یا کلائمیٹ چینج کی شکل میں ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے۔خصوصاً گزشتہ چند سالوں میں ملک کے مختلف حصوں میں آنے والے سیلابوں کو تو ماہرین موسمیاتی تبدیلیوں کا ہی نتیجہ قرار دے رہے ہیں۔موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے نہ صرف بہت سی قدرتی آفات جنم لے سکتی ہیں، بلکہ ان کی بدولت پینے کے صاف پانی کی فراہمی، زراعت، جنگلات اور جنگلی حیات کو بھی خطرات لاحق ہیں۔موسمیاتی تبدیلیوں پر تحقیق کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان کی وجہ سے ہمارے سماجی، معاشی اور ماحولیاتی مسائل مزید

پیچیدہ شکل اختیار کر سکتے ہیں جن کا پوری طرح ہم ابھی احاطہ بھی نہیں کر پائے۔ غرض آپ ان جیسے مسائل کی ایک فہرست بنانا شروع کریں تو شاید آپ کے کاغذ ختم ہو جائیں، مسائل کی فہرست نہیں۔

لیکن کیا ہم مایوس ہو جائیں اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہیں؟ قطعاً نہیں۔ کیونکہ مایوسی کسی مسئلہ کا بھی حل نہیں۔ تو پھر امید کس سے رکھیں؟ کون ہے جو ان مسائل کو حل کرے گا؟ میری سمجھ میں تو اس سوال کا ایک ہی جواب آتا ہے ''بچے اور نوجوان''۔ یہ جواب میں جذباتی ہو کر نہیں دے رہا، بلکہ میں اپنے سالہا سال کے تجربات، مطالعہ اور غور و فکر کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ آج جو بچے اور بچیاں اسکولوں، مدرسوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم ہیں یا حتّٰی کہ کسی تعلیمی ادارے میں نہیں جا سکے؛ انھیں ہی کل کو ملک کی اور ہمارے گھروں کی باگ دوڑ سنبھالنی ہے۔ ان کے ہاتھ میں ہمارا کل ہے۔ آج یہ جیسی تربیت پائیں گے، کل ویسے ہی فیصلے کریں گے۔ ان پر آج اگر ہم نے صحیح طور توجہ دے لی تو کل کے بارے میں ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

شہر ساز کی جانب سے 'عین عمل' عوامی مہم کے تحت ترتیب دی گئی زیرِ نظر کتاب نے میرے اس یقین کو اور بھی مضبوط کر دیا ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں ہمارے سماجی، معاشی اور ماحولیاتی مسائل کے بارے بڑوں کی نسبت نہ صرف زیادہ احساس پایا جاتا ہے، بلکہ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے بے پناہ حوصلہ اور لگن بھی۔ اگر آپ کو میرے اس دعویٰ پر یقین نہ آئے تو اس کتاب کو ضرور پڑھئے۔

عبدالشکور سندھو

مینیجنگ ٹرسٹی (Managing Trustee)

شہر ساز

کلائیمٹ چینج ڈویژن کی جانب سے پیغام

دنیا کے دیگر ممالک کی طرح، پاکستان کو بھی بہت سے ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے۔ ملک گذشتہ کئی برسوں سے توانائی کے شدید بحران سے دوچار ہے۔ پینے کے صاف پانی کے موجودہ وسائل دباؤ کا شکار ہیں۔ بہت سے علاقوں میں زرعی زمینوں کی پیداواری صلاحیت کم ہورہی ہے۔ صحرازدگی اور جنگلات میں کمی بھی بڑے چیلنجز ہیں۔ پودوں، جانوروں، پرندوں اور حشرات کی بہت سی نسلیں یا تو معدوم ہوچکی ہیں یا معدوم ہونے کے خطرات سے دوچار ہیں۔ بہت سے گلیشئر ایسے ہیں جن کے پگھلاؤ میں خطرناک حد تک اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ شہری علاقوں میں مسلسل بڑھتی ہوئی انسانی آبادی کے مقابلے میں بنیادی شہری سہولیات کی فراہمی میں خاطرخواہ اضافہ نہیں ہو پارہا جن کی وجہ سے پہلے سے موجود سہولیات اور انفراسٹرکچر پر بہت زیادہ دباؤ آرہا ہے۔ اس کے علاوہ آبی اور فضائی آلودگی بھی ان علاقوں کے بڑے مسائل ہیں۔ موسمیاتی تبدیلیوں یا کلائمیٹ چینج کی بدولت یہ سارے مسائل مزید پیچیدگی اختیار کررہے ہیں۔

اگرچہ یہ تمام مسائل ماحولیات کے دائرے میں آتے ہیں؛ انکی بہت سی سماجی، معاشی، انتظامی اور سیاسی جہتیں بھی ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لئے وفاقی، صوبائی اور مقامی حکومتیں اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے مختلف اقدامات اٹھارہی ہیں۔ لیکن ان کا پائیدار حل اسی صورت ممکن ہے جب عام شہری اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ حالیہ برسوں میں ماحولیات کے حوالے سے بہت سی جامع پالیسیاں ترتیب دی گئی ہیں جو دیگر امور کے ساتھ اس بات پر بھی زور دیتی ہیں کہ ماحولیاتی بہتری کے کاموں میں شہریوں کی شمولیت کو بھی یقینی بنایا جائے۔ یہ پالیسیاں اسی وقت اپنے مقررہ مقاصد اور اہداف حاصل کر پائیں گی جب عام شہری نہ صرف ان سے خاطرخواہ واقفیت حاصل کریں، بلکہ ان میں درج شہریوں سے وابستہ توقعات بھی پوری کریں۔ اس حوالے سے شہریوں میں ماحولیاتی شعور و آگاہی پیدا کرنے کے لئے غیرسرکاری تنظیموں کا کردار

بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔

شہر ساز کی سماجی اور ماحولیاتی تحریک ’عین عمل‘ ایک منفرد اور انتہائی قابل تحسین قدم ہے کیونکہ یہ تحریک عام شہریوں اور خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کی مدد سے شروع کی گئی ہے۔ عین عمل کا یہ پیغام انتہائی موثر ہے کہ بظاہر انتہائی معمولی دکھائی دینے والے اقدامات ایک بڑی مثبت ماحولیاتی اور سماجی تبدیلی بپا کر سکتے ہیں۔

بچے اور نوجوان ہمارا مستقبل ہیں۔ اگر ان میں ہم ماحولیاتی اور سماجی حساسیت، شعور اور آگاہی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہمارا کل آج سے بہت بہتر ہوگا۔ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے ان ماحولیاتی اقدامات کی کہانی بیان کرتی ہے جو بچے اور نوجوان اٹھا رہے ہیں، اس یقین کے ساتھ کہ وہ ماحولیاتی اور سماجی بہتری میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایسی ہزاروں لاکھوں مزید کہانیاں موجود ہیں جو سامنے آنی چاہئیں تاکہ شہریوں میں یہ احساس مزید تقویت پا سکے کہ بچے ہمیں ایک روشن مستقبل کی نوید سنا رہے ہیں۔

محمد عرفان طارق

ڈائریکٹر جنرل (انوائرمنٹ اینڈ کلائمیٹ چینج)

کلائمیٹ چینج ڈویژن

حکومت پاکستان، اسلام آباد

ماہرین کا اظہارِ خیال

1۔ محمد ظفر، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ، ارتھ اینڈ انوارئمنٹ سائنس، بحریہ یونیورسٹی، اسلام آباد

ماحول کے تحفظ کے لئے بچوں اور نوجوانوں کی جانب سے اٹھائے جانے والے مختلف اقدامات کی کہانیاں پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ ان کہانیوں میں بتایا گیا کہ کس طرح ہمارے موجود ماحولیاتی مسائل سے بچوں اور نوجوانوں کو متاثر کیا۔ کس طرح انھوں نے ان مسائل کا حل تلاش کیا اور دوسروں کو بھی اس بارے میں آگاہ کیا۔ میں خصوصاً عروج امتیاز کو داد دینا چاہتا ہوں کہ اس نے ہمت اور حوصلہ نہیں ہارا اور اپنے ہمسایوں ر محلّہ داروں کو بتایا کہ کوڑا کرکٹ کو کس طرح صحیح طریقہ سے ٹھکانے لگایا جاسکتا ہے۔ انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب اس کے تمام محلّہ دار اس کی بات پر عمل درآمد کرنا شروع کردیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری نئی نسل ماحولیاتی مسائل کے بارے میں ہم سے زیادہ حساس ثابت ہوگی اور ان مسائل کے لئے بہتر اقدامات اٹھائے گی۔

2۔ پروفیسر ڈاکٹر، عذرا یاسمین، فاطمہ جناح یونیورسٹی، راولپنڈی

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کرکے شہر ساز نے بظاہر ایک چھوٹا سا قدم اٹھایا ہے، لیکن ایک بڑے مقصد کے حصول کے لئے یہ ایک درست آغاز ہے۔ یہ کتاب دھرتی ماں کی نگہداشت کے لئے بچوں کے تصورات، خیالات اور تجاویز کا مجموعہ ہے۔ یہ بات نہایت قابل تحسین ہے کہ بچوں نے ماحول کے تحفظ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے مختلف ذرائع سے متاثر ہوکر ماحول کی نگہداشت شروع کردی ہے۔ یہ بچے اپنے اقدامات کے ذریعے نئی راہوں کا تعین کررہے ہیں جن پر آنے والے دنوں میں بہت سے لوگ چلیں گے اور ماحول کے تحفظ کے لئے اپنی ذمہ داری پوری کریں گے۔

ماحولیاتی آلودگی کی بڑی وجہ مختلف انسانی سرگرمیاں ہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس آلودگی کا سبب بن رہی ہیں۔ان انسانی سرگرمیوں میں بہت سی ایسی ہیں جو بظاہر انسانی آسائش و آرام کے نام پر سرانجام دی جاتی ہیں لیکن بلواسطہ طور پر مختلف طریقوں اور شکلوں میں ماحولیاتی آلودگی اور ماحول کو درپیش خطرات میں اضافہ کر رہی ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانے اور قدرتی وسائل کے پائیدار استعمال کو یقینی بنانے کے لئے ہمارے چھوٹے چھوٹے اقدامات بھی بہت کارگر ثابت ہوتے ہیں اور ایک بڑی مثبت ماحولیاتی تبدیلی لا سکتے ہیں۔پانی، توانائی کے ذرائع اور دیگر قدرتی وسائل کی بچت، بجلی کے روایتی بلب کی جگہ بچت کرنے والے بلب کا استعمال، پلاسٹک شاپنگ بیگ کی جگہ کاٹن کے تھیلوں کا استعمال، غیر نامیاتی یا قدرتی طور پر تلف نہ ہونے والے مواد کی جگہ نامیاتی اور قدرتی طور پر تلف ہونے والے مواد سے بنی اشیاء کا استعمال، بظاہر بہت معمولی قدامات نظر آتے ہیں لیکن اگر ہم سب یہ عادات اپنالیں تو قدرتی ماحول پر ان کے بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اس کتاب کا سب سے اہم سبق یہ ہے کہ ماحولیاتی تحفظ کے لئے بچے زیادہ ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور اگر تھوڑی سی توجہ سی جائے اور محنت کی جائے تو بچوں میں ماحولیاتی تحفظ کے بارے میں احساس پیدا کیا جا سکتا ہے۔وہ دن دور نہیں جب یہ بچے جو ماحول کے تحفظ کے جذبے سے سرشار ہیں بڑوں کو بھی اپنی ماحولیاتی سرگرمیوں میں شامل ہونے پر مجبور کر دیں گے۔

اس کتاب کے ذریعے شہرساز نے جو کاوش کی ہے، مستقبل میں اسے مزید بہتر کیا جا سکتا ہے۔اس سلسلے میں سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں میں زیر تعلیم مزید بچوں کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے تا کہ وہ بھی اپنی کہانیاں اور خیالات سامنے لائیں۔میری تجویز ہے کہ جب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جائے تو کہانیوں کو بچوں کی عمر کے مطابق مختلف حصوں میں ترتیب دیا جائے۔اس سے کتاب کی جاذبیت اور افادیت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔آخر میں ماحولیاتی مسائل کے حل کے لئے اور زمین کو انسانوں اور دیگر تمام مخلوقات کے لئے ایک بہتر جگہ بنانے کے لئے لوگوں کو ماحولیاتی اقدامات کی جانب راغب کرنے پر شہرساز اور اس کی مہم ''عین عمل'' کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

3۔سعد اللہ ایاز، منیجر پاکستان سسٹین ایبل ٹرانسپورٹ پراجیکٹ، کواڈینیٹر کلائیمٹ چینج، آئی یو سی این

’’ماحولیاتی اقدامات‘‘ اب کوئی محض مشین کے طور پر استعمال ہونے والا لفظ نہیں رہا بلکہ ایک حقیت بن چکا ہے۔ہوا جس میں ہم سانس لیتے ہیں، خوارک جو ہم کھاتے ہیں، اور پانی جو ہم پیتے ہیں، مجموعی قدرتی ماحول کا حصہ ہیں۔ماحولیاتی بگاڑ کی وجہ سے ہمارے ملک پاکستان میں سنگین نوعیت کے منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔اس ماحولیاتی بگاڑ کی اہم وجہ یہ ہے کہ ہم قدرتی وسائل کا انتہائی بے دردی سے استعمال کرتے ہیں اور پھر اس بگاڑ کو ختم کرنے کے لئے کوئی قدم بھی نہیں اٹھاتے۔

بچوں اور نوجوانوں کو تبدیلی لے معمار سمجھا جاتا ہے، اب تو اس بات پر لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو یقین ہو چکا ہے کہ پائیدار ترقی، جس میں ماحولیاتی تحفظ کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اسی وقت ممکن ہے جب ہم نئی نسل کے اندر اس حوالے سے سرمایہ کاری کریں۔یہ بات انتہائی حوصلہ افزاء ہے کہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ بچے اور نوجوان ہمارے ماحولیاتی حالات کو سنوارنے کے لئے عملی اقدامات اٹھا رہے ہیں۔مجھے یہ دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ یہ کتاب بچوں اور نوجوانوں، جنھیں میں حقیقی ہیرو سمجھتا ہوں، کی جانب سے کئے جانے والے ماحولیاتی اقدامات کو بڑے دلچسپ انداز سے پیش کرتی ہے۔ماحولیاتی تحفظ کو ہم اپنی روزمرہ کی زندگیوں کا حصہ کیسے بنا سکتے ہیں۔یہ کتاب اس سلسلے میں بہت سی قابل عمل مثالیں پیش کرتی ہیں جو بچوں اور نوجوانوں نے قائم کی ہیں۔

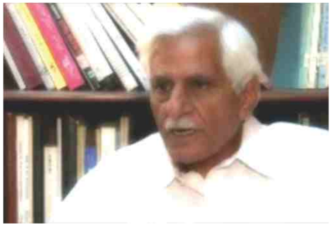

4۔احمد سلیم،سینیئر ریسرچ ایڈوائزر،ایس ڈی پی آئی،اسلام آباد

اردو کے عظیم افسانہ نگار راجندر سنگھ بیدی نے کہا تھا کہ ''میں اپنے بچوں پر گیا ہوں'' شاید وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ میں اپنے آنے والے دنوں پر گیا ہوں۔ بچوں کی کہانیوں پر مبنی ''شہر ساز'' کی مرتب کردہ یہ کتاب پیغام دے رہی ہے کہ ہم بڑے بھی اپنے بچوں پر جائیں اور ان سے وہ سب کچھ سیکھیں جس سے ہمارے آنے والے دن محفوظ بن سکیں گے۔ ان کہانیوں میں بچوں نے ماحول اور فطرت، صفائی اور ہریالی، درختوں اور پرندوں، تتلیوں اور پھولوں اور انسان اور فطرت کے تعلق کے حوالے سے جو سوالات اٹھائے ہیں، ہمیں ان کے جواب دینے ہوں گے۔ ان سوالات کی نوعیت ایسی ہے کہ ہمیں آج ہی اپنی تائیدی آواز یا خاموشی پیش کرنا ہوگی۔ اس کھرے سچ تک پہنچ کر خاموشی یا لاتعلقی اختیار نہیں کی جاسکتی۔ ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ ان سوالات کے جواب میں اپنی خاموشی پیش کردیں یا درختوں کا ایک جھنڈ، بہتی ندی کا شفاف پانی، پرندوں کی چہکار یا پھولوں کی مہکار۔ بچوں کا پیغام واضح اور صاف ہے۔ اس میں جدوجہد اور امید دونوں ہیں۔ بچے نہیں چاہتے کہ پانی کو روتا اور بلکتا ہوا چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں۔ ہماری دنیا اگرچہ پھولوں کی سیج نہیں لیکن بچوں کی ہنسی اسے پھولوں کی سیج بنا سکتی ہے۔ اگر بارہ سالہ حمزہ عبدالکریم یا آٹھویں جماعت کی طالبہ الیشبا ضیاء یا ان کہانیوں کے خالق سارے بچے قائد بنا منظور کرلیں تو یہ دنیا چند دنوں میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ بچوں کے پیغام سے یہ واضح ہے کہ آدمی کے لئے دو وقت کی روٹی، ایک چھت، دوا کی شیشی، کتاب اور قلم اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے کتنے ضروری ہیں۔ اسے صاف ماحول میں سانس لینے کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اس مقصد کے لئے جو فیصلے بھی کئے جائیں۔ ان میں تمام بچوں کی شرکت ضروری ہے۔ چنانچہ سوال پانی کا ہو یا صاف ہوا کا، سیلاب یا زلزلہ کا ہو یا تعلیم حاصل کرنے کا، توانائی کے بحران کا ہو یا آلودہ ماحول کا، ان سارے معاملات میں بچوں کی دانش اور عمل کو شریک کئے بغیر کسی تبدیلی کا خواب دیکھا نہیں جاسکتا۔

اچھا ہے کہ 'شہرساز'، کا 'عین عمل' پراجیکٹ بچوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم نے ان کی دانش اور سجھ بوجھ پر بھروسہ کرلیا تو یہ چھوٹی سی کتاب انقلابی تبدیلی کا آغاز بن سکتی ہے۔ اس بھروسے کا عملی آغاز صرف حکومتی پالیسیوں اور اقدامات سے ہوسکتا ہے۔ حکومتی ذمہ داریوں کا تصور بھی بچوں کا ہی پیش کردہ ہے۔ مثلاً عروج امتیاز کا مندرجہ ذیل اقتباس اس بات کی اہمیت کو اجاگر کردیتا ہے:

''میں سمجھتی ہوں کہ شہریوں کی جانب سے کئے جانے والے ماحولیاتی اقدامات تو اپنی جگہ اہم ہیں لیکن ہماری حکومت کو بھی اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا چاہیئں، ماحولیاتی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہیے کہ ایسی پالیساں بھی بنائے جن کے ذریعے لوگوں کو روزگار ملے تاکہ وہ ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔''

اس کتاب کا ایک اور پیغام یہ بھی ہے۔ دھرتی کو بچانے کی اس دوڑ میں 23 لڑکیاں اور صرف چار لڑکے سامنے آئے ہیں۔ سمجھ بوجھ، معاملہ فہمی اور کمٹ منٹ کے حوالے سے صنفی پلڑا کدھر جارہا ہے۔ یہ بات واضح ہے۔ لیکن یہ نہ کسی کی جیت ہے نہ ہار، کیونکہ دونوں کی جنگ ایک ہے اور یہ صنفی ایکتا کے ساتھ ہی جیتی جاسکتی ہے۔

توسیع شہر

بیس برس سے کھڑے تھے جو اس گاتی نہر کے دوار
جھومتے کھیتوں کی سرحد پر، بانکے پہرے دار
گھنے، سہانے، چھاؤں چھڑکتے، بور لدے چھتنار
بیس ہزار میں بک گئے سارے ہرے بھرے اشجار

جن کی سانس کا ہر جھونکا تھا، ایک عجیب طلسم
قاتل تیشے چیر گئے، ان ساونتوں کے جسم
آج کھڑا میں سوچتا ہوں، اس گاتی نہر کے دوار
سہمی دھوپ کے زرد کفن میں، لاشوں کے انبار

گری دھڑام سے گھائل پیڑوں کی نیلی دیوار
کٹتے ہیکل، جھڑتے پنجر، چھٹتے برگ و بار
اس مقتل میں صرف اک میری سوچ لہکتی ڈال
مجھ پر بھی اب کاری ضرب اک، اے آدم کی آل

مجید امجد (9 فروری، 1960)

اسکولوں کے بچوں کی کہانیاں

ہر چیز ہے با مقصد، ہر چیز ہے قابلِ توقیر
کریں نہ اسے ضائع، سمجھیں نہ اسے حقیر

میرا نام آمنہ ناصر ہے۔ میں تیرہ برس کی ہوں اور رائز انٹرنیشنل اسکول، اسلام آباد میں نویں جماعت کی طالبہ ہوں۔

میرے والدین نے ہمیشہ مجھے یہ سبق دیا کہ بیٹی! کوئی چیز بھی بے مقصد نہیں ہوتی۔ ہر چیز کا ایک مقصد ہے۔ لہذا چیزوں کو ناکارہ اور بے مقصد سمجھ کر انھیں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سبق میں نے ہمیشہ یاد رکھا ہے۔ میں کسی بھی چیز کی ناقدری نہیں کرتی۔ میری اب یہ عادت بن چکی ہے کو چیزوں کو ضائع ہونے سے بچاؤں۔

بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ ایک معمول بن چکا ہے۔ یہ دونوں سہولیات اب مہنگی بھی بہت ہوگئی ہیں۔ اگر تمام شہری بجلی اور گیس کی بچت شروع کر دیں تو نہ صرف لوڈ شیڈنگ کافی حد تک کم ہوسکتی ہے، بلکہ لوگ بہت سے پیسے بھی بچا سکتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ہم ایک خوشحال ملک بن سکتے ہیں۔ میں بطور شہری اپنی ذمہ داری پوری کر رہی ہوں اور پوری کوشش کرتی ہوں کہ ہمارے گھر میں بجلی، گیس اور پانی کا ضیاع نہ ہو۔ مجھے یہ سب کچھ کر کے بہت اچھا محسوس ہوتا ہے۔ میرے چھوٹے بھائی کو میری یہ عادت اچھی نہیں لگتی۔ لیکن میں اسے سمجھاتی رہتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ بھی ایک دن بچت کی عادت اپنا لے گا اور کوئی بھی چیز ضائع نہیں کریگا۔ میں اپنے بھائی کے ساتھ ساتھ اپنے محلے والوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی سمجھاتی رہتی ہوں کہ ہم بہت سے چھوٹے چھوٹے کام کر کے بھی اپنے ماحول کو بہتر بنا سکتے ہیں جب وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ انھیں کیا کرنا چاہیے تو میں ان سے کہتی ہوں کو آپ کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جس سے ماحول کو نقصان پہنچتا ہے جیسے آلودگی اور گندگی پھیلانا اور درختوں کا کاٹنا وغیرہ۔

میری خواہش ہے کہ میں اپنا پیغام نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح تک بھی پہنچاؤں۔ میں چاہتی ہوں کہ عین عمل کی مہم کے ذریعے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کروں، انھیں ماحول کے بارے میں آگاہی دوں تاکہ تمام لوگ ماحول سے پیار کریں۔

میں ماحول کے تحفظ کے لئے ایسے مثالی کام کرنا چاہتی ہوں کہ میں ایک رول ماڈل بن جاؤں۔

کرتے رہیں گے صفائی، اُڑاتے رہیں لوگ مذاق

ہمیں نہیں پرواہ
نبھاتے رہیں گے ہم ماحول دوستی

لوگوں کی باتوں سے کیا ہوتا ہے بھلا

میرا نام نیئرہ نعیم ہے۔ میری عمر چودہ سال ہے اور میں رائز انٹرنیشنل اسکول میں دسویں جماعت کی طالبہ ہوں۔

میں ایسے بہت سے کام کرتی ہوں جو ماحول دوستی کے دائرے میں آتے ہیں۔ گزشتہ برس میں نے درختوں کے چار پودے لگائے۔ میں سڑک پر، پیدل چلنے کے راستوں پر اور عوامی مقامات (Public Places) پر کبھی بھی فالتو اشیاء نہیں پھینکتی۔ مجھے صاف ستھری جگہیں بہت پسند ہیں۔

ایک مرتبہ میں ایوبیہ نیشنل پارک گئی۔ وہاں یونیورسٹی کے کچھ اسٹوڈنٹس سڑکوں، راستوں اور پارک میں سے کوڑا کرکٹ صاف کررہے تھے۔ ان کے اس عمل نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں بھی ان کے ساتھ مل کر یہ کام کرنے لگی۔ مجھے اس سے بہت سکون ملا۔ اب یہ میری عادت بن چکی ہے۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اکثر یہ کام کرتی رہتی ہوں۔

اس کام میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ لوگ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے۔ بہت سے لوگ تو ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں، ہم پر آوازیں کستے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں یہ انتہائی فضول کام ہے۔ لیکن میں ان کی باتوں اور حرکتوں کا برا نہیں مناتی۔ میں انھیں سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں کہ ہم جو یہ کام کرتے ہیں وہ انتہائی اہم ہے اور انھیں ہمارا مذاق اُڑانے اور اس کام کو فضول اور حقیر سمجھنے کی بجائے ہمارا ساتھ دینا چاہیئے۔ مجھے یہ سب کر کے بہت خوشی اور اطمینان ملتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ صاف ستھرا ماحول ہماری روح اور ذہن کو بھی صاف رکھتا ہے۔

میری خواہش ہے کہ میں کچھ ایسا بھی کروں جس سے صنعتی آلودگی میں کمی لائی جاسکے تاکہ اوزون کی تہہ کو مزید نقصان نہ پہنچے۔ میں امریکہ کو یہ پیغام دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیوٹو پروٹوکال کا احترام کرے اور ماحول اور اوزون کو نقصان پہنچانے والی گیسوں کے اخراج میں کمی لائے۔

میں چاہتی ہوں جب ہم صفائی کی مہم پر نکلتے ہیں تو لوگ ہمارا ساتھ دیں۔

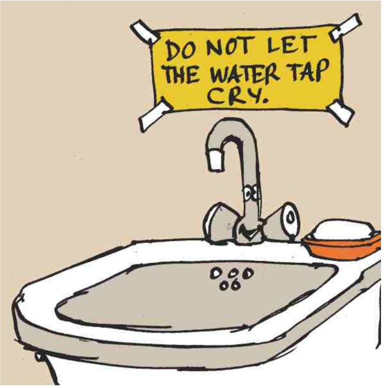

پانی کے نل کو رونے نہ دیں!

میرا نام حمزہ عبدالکریم ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد میں چھٹی جماعت کا طالبعلم ہوں۔ میری عمر بارہ سال ہے۔
بجلی، گیس اور پانی کی بچت میری عادت ہے۔

پہلے جب میں واش روم میں دانت برش کرتا تھا تو پانی کا نل کھلا چھوڑ دیتا تھا۔ جتنی دیر میں برش کرتا رہتا پانی بہتا رہتا۔ ایک مرتبہ میں نے ایک میگزین میں پڑھا کہ پانی کی بچت کیوں اہم ہے اور اس سلسلے میں ہم کون سے کام کر سکتے ہیں۔ اس دن سے میں نے پانی ضائع کرنا چھوڑ دیا اور اسے اپنی عادت بنا لیا۔ اس سلسلے میں میری امی، ابو اور بڑی بہن نے میری بہت مدد کی۔

ہمارے گھر میں جو مہمان آتے وہ واش روم میں اکثر پانی کا نل کھلا چھوڑ دیتے۔ میں جب واش روم میں جاتا تو پانی کا نل کھلا ہوتا اور پانی ضائع ہو رہا ہوتا۔ میں سوچتا رہا کہ آخر اس مسئلہ کا کیا حل نکالا جائے۔ ایک دن میں نے سفید کاغذ لیا اور اس پر بڑا بڑا لکھا ”Do not let the Water Tap Cry“ یعنی پانی کے نل کو رونے نہ دیں۔ یہ عبارت میں نے تمام واش رومز میں چسپاں کر دی تا کہ ہر کسی کو یاد دہانی ہوتی رہے کہ ضرورت کے مطابق پانی استعمال کرنے کے فوراً بعد نل بند کر دیں۔ پانی کی بچت کر کے مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ بہت سکون ملتا ہے۔ لیکن ان لوگوں پر مجھے بہت غصہ آتا ہے جو قدرتی وسائل کو ضائع کرتے ہیں اور دھرتی (Earth) کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

میری خواہش ہے کہ لوگ قدرتی ماحول اور وسائل کی حفاظت کریں؛ پانی، بجلی اور گیس ضائع نہ کریں؛ بلا ضرورت پنکھوں اور لائٹس کا استعمال نہ کریں؛ گندگی نہ پھیلائیں؛ پلاسٹک شاپنگ بیگ کی جگہ کاغذ کے لفافے اور کپڑے کے تھیلے استعمال کریں۔ پلاسٹک شاپنگ بیگ بہت گندگی پھیلاتے ہیں اور قدرتی ماحول کے لئے بہت نقصان دہ ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں لوگوں کو کپڑے کے تھیلے دوں تا کہ وہ پلاسٹک شاپنگ بیگ کا استعمال ترک کر دیں۔
میں چاہتا ہوں لوگ گاڑیوں کا استعمال کم سے کم کریں اور فالتو اشیاء کو دوبارہ قابلِ استعمال بنائیں۔

کپڑے کا تھیلا، کرے نہ ماحول میلا!

سیدہ حنا علی میرا نام ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد میں چھٹی جماعت کی طالبہ ہوں۔ میری عمر گیارہ سال ہے۔

میں بہت سے ماحول دوست کام کرتی ہوں، جیسے: بجلی، گیس اور پانی کی بچت؛ پلاسٹک شاپنگ بیگ کی بجائے کپڑے کے تھیلے کا استعمال؛ جانوروں اور پرندوں سے پیار؛ اور غیر ضروری پرنٹ آوٹس سے گریز۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ پلاسٹک شاپنگ بیگز ماحول کے لئے کتنے نقصان دہ ہیں۔ لیکن جب میں انھیں ادھر ادھر بکھرا اور ان سے پھیلنے والی گندگی دیکھتی تو مجھے بہت برا لگتا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آخر پلاسٹک شاپنگ بیگ کی جگہ کیا استعمال کیا جائے۔

ایک دن ہمارے اسکول میں ایک آنٹی آئیں۔ انھوں نے بتایا کہ انکے ادارے کا نام شہر ساز ہے اور وہ بچوں کے ساتھ مل کر ماحول کو بہتر بنانے کے لئے کام کرتا ہے۔ انھوں نے ہمیں پلاسٹک شاپنگ بیگ سے ہونے والے نقصانات سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ ہم ان بیگز کی جگہ کپڑے کے تھیلے استعمال کر سکتے ہیں۔ مجھے انکی باتیں بہت اچھی لگیں۔ کچھ دن بعد انھوں نے ہمارے اسکول میں بچوں کو کپڑے کے تھیلے بھی دیئے۔ اب میں جب بھی شاپنگ کے لئے جاتی ہوں تو اپنا کپڑے کا تھیلہ ساتھ لے جاتی ہوں۔ اس طرح پلاسٹک شاپنگ بیگز سے میری جان چھوٹ گئی۔

پلاسٹک شاپنگ بیگز کو ترک کر کے کپڑے کے تھیلے استعمال کرنے کی عادت اپنانا آسان نہ تھا۔ شروع میں مجھے بہت مشکل پیش آئی کیونکہ جس دکان پر بھی جاتی دکاندار چیزیں پلاسٹک شاپنگ بیگ میں ڈال کر تھما دیتا۔ لیکن جس دن سے شہر ساز والی آنٹی نے مجھے کپڑے کا تھیلا دیا میری مشکل کافی آسان ہوگئی ہے۔

میں نے اس سال پودے بھی لگائے ہیں اور اگلے سال اور بھی پودے لگاؤں گی۔ بہت جلد یہ پودے درخت بن جائیں گے۔

میں اپنے ماحول دوست کاموں اور عادتوں سے بہت خوش ہوں۔ میں سمجھتی ہوں میرے یہ کام اور عادتیں ماحول کے تحفظ کے لئے بہت ضروری ہیں۔

شکایت

محمد حارث احسان قاضی میرا نام ہے۔ میری عمر تیرہ سال ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد میں ساتویں جماعت کا طالبعلم ہوں۔

گھر میں بجلی سے چلنے والی کوئی بھی چیز اگر بلا ضرورت چل رہی ہو تو میں اسے بند کر دیتا ہوں۔
ٹی وی پر کبھی کبھی حکومت کی جانب سے اشتہارات چلائے جاتے ہیں کہ ہمیں بجلی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ بس یہی اشتہارات دیکھ کر میں نے بھی کوشش کی کہ یہ عادت اپنا لوں۔ جب بھی مجھے فراغت ہوتی تو میں پورے گھر کا چکر لگاتا تاکہ دیکھوں کہ کوئی برقی آلہ (Electrical appliance) بلا ضرورت تو نہیں جل رہا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں اسے بند کر دیتا۔ آہستہ آہستہ یہ میری عادت بن گئی۔

میں گھر والوں کو بھی سمجھاتا رہتا ہوں کہ بجلی ضائع نہ کریں۔ میرے گھر والے کبھی کبھی میری اس عادت سے تنگ آ کر مجھے ڈانٹ دیتے ہیں۔

جب میرے گھر والے میری بات نہیں مانتے اور مجھے ڈانٹتے ہیں تو میں انکی شکایت اپنے دادا یا دادی سے کر دیتا ہوں اور میرا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

میں بجلی بچانے کی عادت سے بہت خوش ہوں کیونکہ اس سے بجلی کی بچت بھی ہوتی ہے اور بل بھی کم آتا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ درخت لگاؤں اور ایسی کوئی چیز نہ استعمال کروں جس سے ماحول کو نقصان پہنچتا ہے۔ میری خواہش ہے میں کوئی چیز ضائع نہ کروں بلکہ جب کسی چیز کا ایک مقصد پورا ہو جائے تو اسے کسی اور استعمال میں لے آؤں (Recycling of things) میں چاہتا ہوں کہ لوگ پلاسٹک شاپنگ بیگ اور بوتلوں کا استعمال چھوڑ دیں۔ جس قدر ممکن ہو سکے بجلی بچائیں؛ گندگی نہ پھیلائیں؛ اور پانی اور دیگر اشیاء ضائع نہ کریں۔

ریپرز

میرا نام فاطمہ جمال ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد میں پڑھتی ہوں۔ میری عمر گیارہ برس ہے۔

میں کوڑا کرکٹ ہمیشہ کوڑادان میں پھینکتی ہوں۔ لیکن پہلے میں ایسا نہیں کرتی تھی۔
ٹافی، چاکلیٹ، آئسکریم اور چپس کے ریپرز میں ادھر ادھر پھینک دیتی تھی۔ اس سے بہت گندگی پھیلتی تھی۔ لیکن مجھے کبھی اس بات کا احساس نہ ہوتا تھا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ میری امی مجھے اکثر سمجھاتی رہتی تھیں کہ گندگی پھیلانا بہت بری بات ہے۔ ریپرز کو ہمیشہ کوڑادان (Dustbin) میں پھینکنا چاہیئے۔ ایک دن ہماری ٹیچر نے ہمیں صفائی پر ایک پراجیکٹ بنانے کو دیا۔ اس پراجیکٹ کی تیاری کے لئے میں نے ایک کتاب پڑھی جس میں بتایا گیا تھا کہ جب ہم کوڑا کرکٹ ادھر ادھر پھینک دیتے ہیں تو اس سے ماحول گندہ ہو جاتا ہے۔
اب مجھے سمجھ آیا کہ میری امی بھی تو مجھے یہی سمجھاتی رہتی ہیں۔ اب میں تمام ریپرز کوڑادان میں پھینکتی ہوں۔
میں چاہتی ہوں میں بہت سے ایسے کام کروں جن سے ماحول بہتر ہو۔ میں چاہتی ہوں ان جگہوں کو نقصان نہ پہنچے جہاں جانور اور پرندے رہتے ہیں؛ پلاسٹک شاپنگ بیگ کی جگہ کپڑے کے تھیلے استعمال کئے جائیں؛ کوڑا کرکٹ صرف کوڑادان میں ڈالا جائے؛ اور درختوں کو نہ کاٹا جائے۔

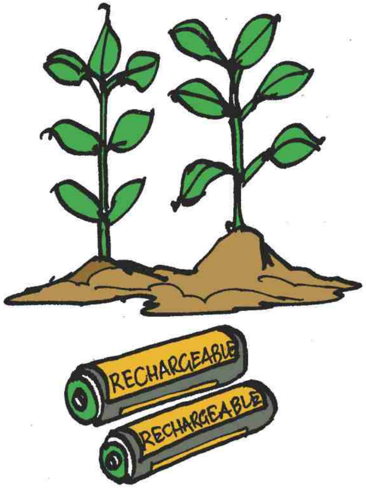

منصوبہ

میرا نام نبّا ناصر ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد میں چھٹی جماعت کی طالبہ ہوں۔ میری عمر بارہ سال ہے۔

پچھلے برس میں نے 23 پودے لگائے۔ ماحول کو بہتر بنانے کے لئے پودے اور درخت بہت اہم ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں آنے والے دنوں میں مزید پودے بھی لگاؤں گی۔

مجھے گاڑی پر سفر کرنے کی بجائے سائیکل چلانا اور پیدل چلنا اچھا لگتا ہے۔ میں کوشش کرتی ہوں ایسی چیزیں استعمال کروں جو عام سیلز (Cells) کی بجائے دوبارہ چارج ہو جانے والی (Rechargable) بیٹریز سے چلتی ہیں۔ میں یہ بھی کوشش کرتی ہوں کہ دن کے وقت بلب یا ٹیوب لائٹ جلانے کی بجائے قدرتی روشنی کا استعمال کیا جائے۔

مجھے ماحولیاتی معلومات حاصل کرنے کا بہت شوق ہے۔ اس کے لئے میں مختلف کتابیں، انسائیکلوپیڈیاز اور ویب سائٹس دیکھتی رہتی ہوں۔ ایک دن ہمارے اسکول میں شہر ساز کی جانب سے ایک لیکچر کا اہتمام کیا گیا۔ ماحولیاتی مسائل اور انکے حل کے لئے بچوں کو بہت سی باتیں بتائی گئیں اور کچھ پریزنٹیشنز (Presentations) بھی دکھائی گئیں۔ ان میں سے بہت سی باتوں کا مجھے پہلے سے علم تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ تمام معلومات بہت مفید تھیں۔

میں نے ایک منصوبہ (Plan) بنایا ہے۔ اس منصوبے کے مطابق میں اپنے دوستوں اور لوگوں کو متحرک (Motivate) کرونگی۔ ہم مل کر ایسی جگہوں کی صفائی کریں گے جہاں لوگ صفائی کا خیال نہیں رکھتے اور کوڑا کرکٹ ادھر اُدھر پھینک دیتے ہیں۔ میرے ساتھ جو لوگ شامل ہونگے انھیں خوشی خوشی یہ کام کرنا ہوگا۔

میں چاہتی ہوں لوگ بجلی، گیس اور پانی ضائع نہ کریں۔ ایسے کام نہ کریں جن سے ماحول کو نقصان پہنچتا ہے، جیسے سٹائروفوم (Styrofoam) سے بنی اشیاء؛ وہ چیزیں بھی استعمال نہ کریں جن سے اوزون (Ozone) کی تہہ کو نقصان پہنچتا ہے یا وہ اشیاء جن کے جلانے سے زہریلی اور ماحول کے لئے نقصان دہ گیسیں خارج ہوتی ہیں۔

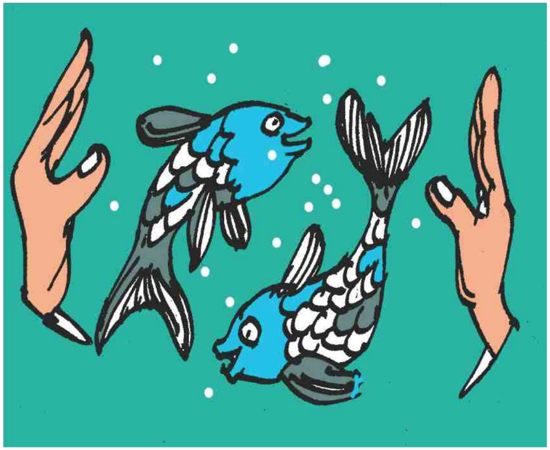

سمندری حیات کی زندگی بچائیے!

میرا نام ازکہ سید ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد میں پانچویں جماعت کی طالبہ ہوں۔

میری عادت ہے کہ جہاں کوئی پھل کا چھلکا، ریپر، شاپنگ بیگ یا لفافہ جو عموماً لوگ ادھر ادھر پھینک دیتے ہیں، نظر آئے اسے اٹھا لیتی ہوں۔ اگر کوڑا دان قریب ہو تو اس میں ڈال دیتی ہوں اور اگر کوڑا دان موجود نہ ہو تو ایسی چیز کو اٹھا کر کسی لفافے وغیرہ میں ڈال لیتی ہوں اور جب کوئی مناسب جگہ ملتی ہے تو وہاں اسے ٹھکانے لگا دیتی ہوں۔

میرے والدین نے مجھے یہی بتایا ہے کہ کوڑا کرکٹ ہمیشہ کوڑا دان میں پھینکنا چاہیے۔ پہلے میں انکی باتوں پر زیادہ توجہ نہیں دیتی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بچے نے کیلے کھا کر اس کا چھلکا راستے میں ہی پھینک دیا۔ ایک دوسرا بچہ جو اس راستے سے گزر رہا تھا کیلے کے چھلکے سے پھسل کر زخمی ہو گیا۔ اس دن مجھے اپنے والدین کی باتیں یاد آئیں۔ اس دن سے میں نے کوڑا دان کے استعمال کی عادت اپنا لی۔

میں چاہتی ہوں کہ ساحلی علاقوں (Coastal areas) میں صفائی کی مہم شروع کروں تاکہ سمندری حیات (Marine life) کو بچایا جا سکے۔

میں تمام لوگوں سے توقع کرتی ہوں کہ وہ کوڑا کرکٹ نہ پھیلائیں۔ اور پانی، بجلی اور گیس ضائع نہ کریں۔

پرانے اور فالتو کپڑے بھی کارآمد بنائے جاسکتے ہیں!

میرا نام ہادیہ انور ہے۔ میری عمر دس سال سات ماہ ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد
میں پانچویں جماعت کی طالبہ ہوں۔

میں پُرانے اور فالتو کپڑوں کو بھی کارآمد بنالیتی ہوں۔ میرے پاس بہت سے فالتو کپڑے ہیں۔ میں انھیں کاٹ کر ان سے مختلف چیزیں بنالیتی ہوں۔ ایسا کرکے مجھے بہت لطف بھی آتا ہے اور کپڑے بھی ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

میں جانوروں اور پرندوں کو کبھی تنگ نہیں کرتی۔ مجھے اندازہ ہے کہ بجلی اور گیس بہت مہنگی ہوگئی ہیں اور ہمارے ملک میں انکی کمی بھی ہے۔ اس لئے میں انھیں ضائع نہیں کرتی۔ میں پانی بھی ضائع نہیں کرتی۔

میں چاہتی ہوں تمام لوگ ایسے کام کریں جن سے قدرتی ماحول صحت مند رہے۔

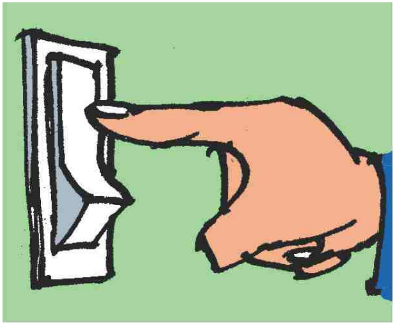

ہم بجلی کی بچت کر کے بھی اپنی ضروریات پوری کر سکتے ہیں!

میرا نام عاکف عدنان اقبال ہے۔ میں جی ایس آئی ایس، اسلام آباد میں چھٹی جماعت کا طالب علم ہوں۔

ایک روز میں نے دیکھا کہ ہمارے گھر میں بہت ساری لائٹس جل رہی ہیں حالانکہ ایسی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی۔
میں نے جا کر تمام فالتو لائٹس بند کر دیں۔ ایسا کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس دن سے میں نے کوشش شروع کر دی کہ بجلی کی بچت
کو اپنی عادت بنا لوں۔ شروع شروع میں مجھے کچھ مشکل پیش آئی۔ لیکن آہستہ آہستہ میری عادت پختہ ہوتی گئی۔ اس سلسلے میں میرے
والدین نے بھی میری مدد کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجلی کی بچت کر کے بھی ہم اپنی ضروریات کو اچھی طرح پورا کر سکتے ہیں۔
میں اپنے چھوٹے بھائی کو بھی بار بار سمجھاتا کہ بلاضرورت لائٹس آن نہیں کرنا چاہئیں۔ لیکن وہ نہیں سمجھتا تھا۔ آخر کار میری کوششوں سے اس نے بھی اب یہ عادت اپنا لی ہے کہ
بلاضرورت بجلی کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔
اب میں کوشش کر رہا ہوں کہ صفائی کو بھی اپنی پکی عادت بنا لوں اور کوئی چیز ضائع نہ کروں۔
میری خواہش ہے تمام لوگ توانائی اور قدرتی وسائل کی بچت کو اپنی عادت بنا لیں۔

غریبوں کی اور ماحول کی مدد کرنا میری عادت ہے!

میرا نام میمونہ ضیاء عباسی ہے۔ میری عمر گیارہ سال ہے۔ میں جی ایس آئی ایس،
اسلام آباد میں پانچویں جماعت کی طالبہ ہوں۔

ہمارے گھر جب بھی کوئی غریب آدمی مدد مانگنے آتا ہے تو میں ضرور اسکی مدد کرتی ہوں۔ بھلے میرے پاس ایک دو روپے ہی کیوں نہ ہوں میں وہ پیسے اسے دے دیتی ہوں۔

مجھے پودے، درخت اور پھول بہت اچھے لگتے ہیں۔ پچھلے سال میں نے دو پودے لگائے۔ میں ڈھیروں پودے، پھول اور درخت لگانا چاہتی ہوں۔ میرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میرے گھر میں اتنی جگہ نہیں ہے کہ میں درخت لگا سکوں۔ لیکن پودے اور پھول تو میں لگا سکتی ہوں۔ میں اپنا ارادہ ضرور پورا کرونگی۔

میں سمجھتی ہوں کہ درخت اور پودے لگانے سے ماحول کی مدد ہوتی ہے۔ جس طرح غریبوں کی مدد کر کے مجھے بہت سکون ملتا ہے، اسی طرح ماحول کی مدد کر کے بھی مجھے بہت اطمینان اور خوشی ملتی ہے۔

لوگوں کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ ہمیشہ ان غریب لوگوں کو بھی یاد رکھیں جنکے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں ہوتا۔ آپ جیسے بھی ہو سکے انکی مدد ضرور کریں۔ گندگی نہ پھیلائیں اور پاکستان کو صاف ستھرا ملک بنائیں۔

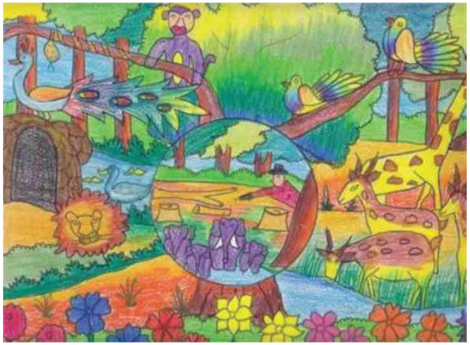

سن 2050ء کا قصہ

میں شہزادرحمان، کلاس چہارم میں پڑھتی ہوں، ایسٹ اسکول ایف 10، اسلام آباد

سن 2050ء کا ذکر ہے کہ حکومت نے ایک قانون منظور کیا کہ آئندہ جو شخص کسی درخت کو کاٹے گا اس کو وہی سزا دی جائے گی جو کسی انسان کو قتل کرنے پر دی جاتی ہے۔اس قانون کا مقصد یہ بتایا گا کہ لوگ سزا کے ڈر سے درختوں کو نہیں کاٹیں گے اور ماحولیاتی تباہی نہیں آئے گی۔لیکن بدقسمتی سے خراب حکمرانی کو اچھا کرنے کے لئے کوئی پالیسی نہ بنائی گئی، یہی وجہ ہے کہ لوگ بھی قتل ہوتے رہے اور درخت بھی کٹتے رہے۔ملک میں جنگلوں کا وجود خطرہ میں پڑ گیا۔اس خطرے کا بانپتے ہوئے جنگلی جانوروں اور پرندوں کا مشترکہ اجلاس ہوا وہاں جو تقریریں ہوئیں ان کا خلاصہ یہ تھا کہ آدمی لوگ دھڑا دھڑ درختوں کو کاٹ رہے ہیں جس سے پرندوں کے گھونسلے اجڑ گئے ہیں اور جنگلی جانوروں کی پناہ گاہیں خطرے میں پڑ گئی ہیں۔ طے پایا کہ آئندہ انسانوں کے بستی سے اگر کوئی لوگ جنگل اجاڑنے آئے تو جانور اور پرندے اس ملک پر حملہ کردیں گے۔جنگل کی اچھی حکمرانی کے باعث اس فیصلے کو تمام جانوروں اور پرندوں نے دل سے قبول کرلیا۔

ایک سال امن سے گزر گیا۔یہ 2051ء کی بات ہے کہ ایک ٹمبر مافیا نے لکڑی چوری کرنے کے لئے قریبی جنگل کا رخ کیا۔محکمہ جنگلات رشوت کی میٹھی نیند سو رہا تھا لیکن جانوروں اور پرندوں کی سلامتی کمیٹی جاگ رہی تھی۔خطرے کو دیکھتے ہی کمیٹی کے ارکان نے اپنی مخصوص آوازوں میں جنگل کے تمام باشندوں کو خبردار کردیا۔اس سے پہلے کہ درختوں پر کلہاڑیاں چلتیں، جنگلی جانوروں نے ان پر حملہ کردیا اور ان پر لپکے۔پرندوں نے اپنی چونچوں سے ان کے سروں کو لہولہان کردیا، تھوڑی ہی دیر میں کئی حملہ آور زخمی ہوکر گر پڑے اور باقی جان بچا کر بھاگ نکلے۔

اخلاقی سبق: ''انسانو! خود بھی جیو اور ہم جنگل کے باسیوں کو بھی جینے دو''

اب میرے ابو بجلی اور گیس کے بِل دیکھ کر پریشان نہیں ہوتے!

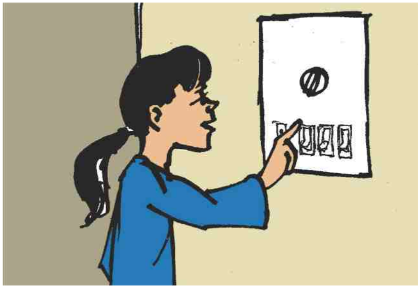

میرا نام مطہرہ اختر ہے۔میں روٹس انٹرنیشنل اسکول، اسلام آباد میں دوسری جماعت کی طالبہ ہوں۔میری عمر سات سال ہے۔

پہلے میں اور میرے گھر والے اس بات کا خیال نہیں رکھتے تھے کہ ہمیں بجلی اور گیس ضائع نہیں کرنی چاہیے۔کئی بار ایسا بھی ہوتا کہ دن کے وقت بھی گھر کی لائٹیں جل رہی ہیں۔رات کے وقت بھلے کمرے میں کوئی بھی موجود نہ ہوتا لیکن بلب اور ٹیوب لائٹس جلتی رہتیں۔گرمیوں میں یہی صورتحال پنکھوں اور اے سی کی ہوتی۔اگر سردیاں ہوتیں تو گیزر ہر وقت چلتا رہتا اور تمام کمروں میں ہیٹر۔لیکن جب بھی بجلی اور گیس کے بل آتے تو میرے ابو انھیں دیکھ کر بہت زیادہ پریشان ہو جاتے۔

وہ اکثر کہتے کہ بجلی اور گیس بہت مہنگی ہوگئی ہیں اور ہر مہینے پہلے کی نسبت زیادہ ہی بل آتا ہے۔مجھے اپنے ابو سے بہت پیار ہے۔میں انھیں پریشان دیکھتی تو میں بھی پریشان ہو جاتی۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ آخر میں اپنے ابو کی پریشانی کیسے دور کرسکتی ہوں۔ایک دن مجھے خیال آیا کہ اگر ہم بجلی اور گیس کا بلاضرورت استعمال ترک کر دیں تو اس سے بلوں کی رقم بھی کم ہوگی اور میرے ابو کی پریشانی بھی۔میں نے فیصلہ کرلیا کہ گھر میں جو بھی بجلی اور گیس سے چلنے والی چیز بلاضرورت چلتی دیکھوں گی اسے بند کر دونگی۔میں نے اسے اپنی عادت بنالیا۔میری اس عادت سے شروع شروع میں تو میرے گھر والے بہت حیران ہوئے لیکن آہستہ آہستہ انھوں نے نہ صرف میرے اس عمل کو سراہنا شروع کر دیا بلکہ خود بھی یہ عادت اپنالی۔ اب جب بھی ہمارے گھر میں بجلی یا گیس کا بل آتا ہے تو میرے ابو پریشان نہیں ہوتے۔میری خواہش ہے کہ میں دوسروں کو بھی یہ سمجھاؤں کہ گیس اور بجلی کو ضائع نہ کریں اور اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔

میری ہے یہ خواہش، میں اور درخت لگاؤں
ہر چیز کو رکھوں صاف، اوروں کو بھی یہ سمجھاؤں

میرا نام حفصہ سہیل ہے۔ میری عمر نو سال ہے، میں روٹس انٹرنیشنل اسکول، سیالکوٹ میں چوتھی جماعت کی طالبہ ہوں۔

پچھلے برس میں نے اپنے گھر میں تین پودے لگائے۔ میں روزانہ انھیں پانی دیتی ہوں۔ مجھے اس کام میں بہت مزا آتا ہے۔ پہلے یہ ننھے منے سے پودے تھے لیکن اب کافی بڑے ہو گئے ہیں۔ انھیں بڑھتا دیکھ کر میں بہت خوش ہوتی ہوں۔ مجھے اب بے چینی سے انتظار ہے کہ یہ کب اتنے بڑے ہو جائیں گے کہ درخت بن جائیں۔ اس سال میرا ارادہ ہے کہ میں اور بھی پودے لگاؤں گی۔ اور ان کے ساتھ پھول بھی۔ میں اپنے دوستوں سے بھی کہتی ہوں کہ وہ بھی پودے اور پھول اگائیں اور اسے اپنا مشغلہ بنا لیں۔ کیونکہ یہ بہت پر لطف کام ہے۔

پہلے میں اپنے کمرے کو صاف نہیں رکھتی تھی۔ اس میں ہر وقت چیزیں بکھری رہتی تھیں۔ جب ہمارے گھر میں کوئی مہمان آجاتے اور میرے کمرے کو دیکھتے تو کہتے یہ کتنا گندہ کمرہ ہے۔ مجھے یہ باتیں سن کر بہت برا لگتا۔ پھر میں نے فیصلہ کیا کہ میں اپنے کمرے کو صاف اور اپنی تمام چیزوں کو ترتیب سے رکھوں گی۔ اب میرا کمرہ ہر وقت صاف ستھرا ہوتا ہے اور اس میں میری کتابیں، کپڑے اور کھلونے ترتیب سے رکھے ہوتے ہیں۔ اس کام میں میری امی نے میری بہت مدد کی۔ یہ میری امی ہی ہیں جنھوں نے مجھے صفائی کی عادت ڈالی ہے۔ اب گھر میں جہاں بھی مجھے چیزیں بکھری نظر آتی ہیں، میں انھیں ترتیب سے رکھ دیتی ہوں۔ ایسا کر کے مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

میری خواہش ہے کہ تمام لوگ صفائی کی عادت اپنائیں، درخت اور پودے لگائیں اور ان سے محبت کریں۔

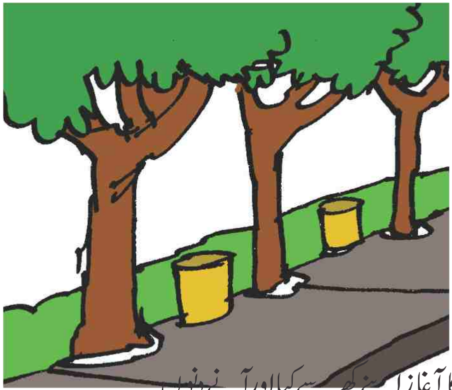

زمین میری ماں!

میں ابیجا رضا ہوں۔ میں ساتویں جماعت کی طالبہ ہوں اور روٹس انٹرنیشنل اسکول، راولپنڈی میں پڑھتی ہوں۔

میری ایک عادت ہے کہ جب بھی میں خریداری کے لئے بازار جاتی ہوں تو کاغذ یا کپڑے کا تھیلا استعمال کرتی ہوں، اور کہیں کوڑا دان نظر آئے تو اس کا استعمال کرتی ہوں، کیونکہ میں اپنی دھرتی ماں کو گندہ نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے جہاں کہیں مجھے کوڑا نظر آتا ہے تو میں فوراً اس کو اٹھا کر کوڑا دان میں ڈال دیتی ہوں، کیونکہ مجھے اپنی زمین سے پیار ہے۔ میں نے اس کام کا آغاز اپنے گھر سے کیا اور آنے والے دنوں میں کوشش کروں گی کہ اس کام کو آگے بڑھاؤں تاکہ باقی لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔ اس عادت کو اپنانے کی اہم وجہ یہ تھی کہ میں نے دیکھا کہ زمین یعنی ''میری ماں'' کو بہت زیادہ گندہ کیا جا رہا ہے، مجھ سے یہ سب کچھ نہیں دیکھا گیا اور ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ میرے کچھ دوست ماحول پر کام کر رہے ہیں، لہٰذا میں نے بھی یہ فیصلہ کیا کہ ان کے اس مشن میں شامل ہو جاؤں اور اپنی زمین کو مزید آلودہ ہونے سے بچالوں۔ اس عادت کو اپنانے میں مجھے کوئی مشکل نہیں آئی بلکہ میں یہ کوشش کہ اس تصور کو آگے لیں کر چلوں۔ ان کاموں کے ساتھ ساتھ میں توانائی کے استعمال کا بھی بہت زیادہ خیال رکھتی ہوں۔ جب بھی مجھے کوئی بجلی کا بلب/ٹیوب لائٹ یا ہیٹر فالتو چلتا نظر آتا ہے تو فوراً میں اسے بجھا دیتی ہوں۔

ان تمام کاموں کو آگے بڑھانے میں میرے دوستوں نے میری کافی حوصلہ افزائی کی ہے، اور کرتے رہتے ہیں۔ یہ تمام کام کر کے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ آنے والے دنوں میں میرا یہ منصوبہ ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ درخت لگاؤں اور فٹ پاتھوں پر جگہ جگہ کوڑا دان بھی لگاؤں، تاکہ لوگ اس کا استعمال کریں اور اس دھرتی ماں کو گندہ نہ کریں۔ میں لوگوں سے اچھی توقعات رکھتی ہوں، خاص طور پر اپنے دوستوں سے کہ وہ ان ماحول دوست عادات کو اپنانے میں میرا ساتھ دیں، جس کا ذکر میں پہلے کر چکی ہوں۔

جانوروں اور پرندوں سے پیار!

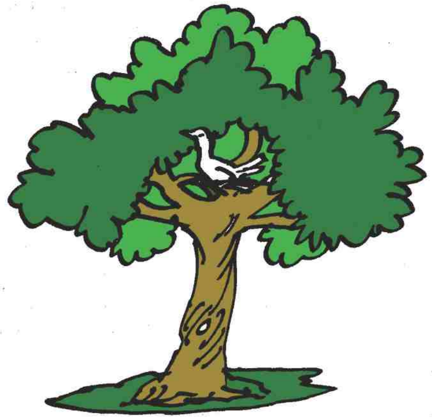

میں الیشبا ضیاء، روٹس انٹرنیشنل اسکول، راولپنڈی میں آٹھویں جماعت کی طالبہ ہوں۔
مجھے جانوروں اور پرندوں سے پیار ہے، اور میری یہ عادت ہے کہ میں پرندوں اور جانوروں کا ہمیشہ خیال رکھتی ہوں ،ان سے پیار کرتی ہوں۔لیکن افسوس کہ ہمارے ملک میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں ہے جس پر عمل درآمد کیا جائے اوران کو تحفظ دیا جائے اوران کے شکار پر پابندی لگائی جاسکے۔مجھے اس حوالے سے اکثر مشکل پیش آتی ہے کہ میں جانوروں اور پرندوں کی زندگی کیسے بچاسکتی ہوں۔اگر حکومت غیر قانونی شکار پر پابندی لگادے اور لوگوں کو بھی سمجھایا جائے کہ وہ جانوروں کو نقصان نہ پہنچائیں تو اس پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔
میں اپنی اس عادت سے بہت خوش ہوں کہ میں لوگوں کو اس حوالے سے بتاتی رہتی ہوں۔اگرچہ میرا یہ قدم اس کام کے لئے ناکافی ہے لیکن آج کے اٹھائے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم مل کر ہی بڑے کام کی طرف جاتے ہیں کیونکہ قطرے قطرے سے ہی دریا بنتا ہے۔آنے والے دنوں میری یہ خواہش ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ درخت لگاؤں، استعمال شدہ اشیاء کو قابل استعمال بناؤں اور آلودگی کو روک سکوں۔
میرا جی چاہتا ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں، جانوروں کو تحفظ فراہم کریں اور بجلی کا غیر ضروری استعمال مت کریں، کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دنیا میں ہونے والی موسمیاتی تبدیلیوں اور عالمی حدت (گلوبل وارمنگ) کی اہم وجہ ماحولیاتی آلودگی ہے۔اس لئے ہمیں اپنے ماحول کو بچانا ہے اور اسے صاف ستھرا رکھنا ہے۔
اس کے علاوہ میری یہ عادت ہے کہ اگر میں یہ دیکھوں کہ کمرے میں کوئی موجود نہیں ہے تو میں فالتو بتیاں بجھا دیتی ہوں اور اگر کہیں گیس کا ہیٹر جل رہا ہو تو اسے بھی بند کر دیتی ہوں تا کہ بجلی اور گیس دونوں کو بچایا جاسکے۔

سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر گندگی نہ پھیلائیں!

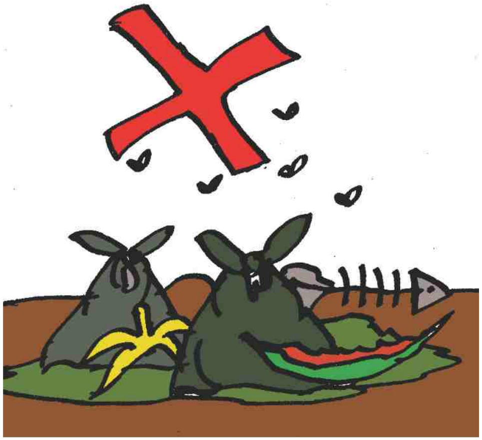

میرا نام ایشا خان ہے، میں **روٹس انٹرنیشنل اسکول، راولپنڈی** میں ساتویں جماعت کی طالبہ ہوں

میں نے ماحول کو صاف کرنے کے حوالے سے بہت سے لیکچروں میں شرکت کی اور ان کی باتوں کو غور سے سنا۔ اس نے میرے اندر یہ جذبہ پیدا کیا کہ ماحول کو کیسے صاف رکھنا ہے اور اس کے کیا فوائد ہیں۔ لہذا میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ جب بھی کسی سڑک سے گزرتی ہوں یا فٹ پاتھ پر ہوتی ہوں تو جگہ جگہ گندگی نہیں پھیلاتی۔ جب میں دانت صاف کرنے لگتی ہوں تو پانی ضائع نہیں کرتی۔ میری اس عادت کے پیچھے میرے والدین اور اساتذہ کا بہت اہم کردار ہے۔ وہ مجھے ہر وقت بتاتے رہتے ہیں اور میری رہنمائی کرتے ہیں کہ یہ زمین ہمارے رہنے کی جگہ ہے اسے صاف ستھرا رکھنا ہماری ہی ذمہ داری ہے۔

مجھے ان عادات کو اپنانے میں کوئی مشکل نہیں پیش آئی کیونکہ وہ یہ کام نہ تھا جسے کرنے میں مجھے کوئی مشکل پیش آتی بلکہ ان عادات نے میری زندگی میں مزید آسانیاں پیدا کردی ہیں۔ ان عادات کو اپنا کر اب میں بہت مطمئن بھی ہوں۔ میری یہ پوری کوشش ہوگی کہ میں یہ عادات اپنے اندر ہمیشہ قائم رکھوں اور لوگوں کو بھی بتاؤں اور ساتھ ساتھ بجلی کی بچت بھی کرسکوں۔

میری یہ خواہش ہے کہ لوگ اس دھرتی کو آلودہ ہونے سے بچائیں چاہے وہ اس کو بچانے کے لئے چھوٹے چھوٹے کام کریں، کیونکہ یہی چھوٹے چھوٹے کام کل کو بڑے ہو جائیں گے اور ایک بڑا تاثر دیں گے۔

زمین کو آلودہ ہونے سے بچائیں!

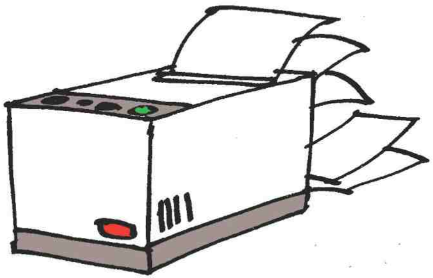

میں ایمان سرفراز ہوں، میری عمر 13 سال ہے، میں **روٹس انٹرنیشنل اسکول، راولپنڈی** میں پڑھتی ہوں میں جب بھی سکول کا کام کرنے کے لئے بیٹھتی ہوں، مجھے اکثر اپنے کام کے لئے پرنٹ لینے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس وقت میں پوری کوشش کرتی ہوں کہ میں صرف ضروری پرنٹ آؤٹ ہی لوں، غیر ضروری پرنٹ نہ لوں۔ یہ عادت میں نے مختلف میگزین پڑھنے کے بعد شروع کی اور ٹی وی پر مختلف پروگرام دیکھے کہ لوگ کس طرح چھوٹے چھوٹے کام کر کے ماحول کو آلودہ ہونے سے بچا رہے ہیں جن میں پانی کو ضائع ہونے سے بچانا بھی شامل تھا۔ ان عادات کو اپنانے میں میری ماں اور میرے دوستوں کا بہت اہم کردار ہے۔ کیونکہ وہ بھی اسی طرح کے کام کرتے رہتے ہیں۔

مجھے ان کے یہ کام دیکھ کر بہت اچھا لگا، لہذا میں نے سوچا کیوں نہ میں بھی یہ کام شروع کر دوں۔ اس عادت کو اپنانے میں مجھے کوئی دشواری نہیں پیش آئی کیونکہ میرے دوست یہ سب کچھ پہلے سے کر رہے تھے اور میں ان کے کام سے کافی متاثر ہوں اور مجھے یہ سب کچھ کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔ اب میں باقی لوگوں کو بھی یہی بتاتی ہوں اور بتاتے ہوئے مجھے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ میں لوگوں کو سگریٹ نوشی سے دور رہنے کے لئے بھی کہتی ہوں کیونکہ یہ صحت کے لئے بہت نقصان دہ ہے اور کوشش کرتی ہوں کہ آلودگی سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بچاؤں۔ کچھ عادات میری زندگی کا اہم حصہ بن گئی ہیں جیسے میں گھر میں اِدھر اُدھر یہ بھی دیکھتی ہوں کہ پانی کا کوئی پائپ لیک تو نہیں ہو رہا تا کہ پانی ضائع نہ ہو۔

میں اپنا، پاکستان کا اور دوسروں کا مستقبل محفوظ بنانا چاہتی ہوں، تا کہ لوگ صاف ستھرے ماحول میں سانس لے سکیں۔

جانوراور پرندے قدرت کا حسن،ان سے پیار کریں!

میرا نام فاطمہ طارق ہے، میری عمر 13 سال ہے اور میں روٹس انٹرنیشنل اسکول، مظفرآباد میں پڑھتی ہوں۔

میں یہ اکثر خیال کرتی تھی کہ یہ پرندے قدرتی خوبصورتی کو خراب کر رہے ہیں بلکہ نقصان پہنچا رہے ہیں، پھر میں نے اپنی معلومات کے خزانے کو ٹٹولا اور اسے ایک بار پھر دیکھا کہ جیسا میں سوچ رہی ہوں، ایسا ہی ہے یا اس کے برعکس۔ میں نے اپنے اردگرد دیکھا کہ بہت سی تنظیمیں ماحول کے تحفظ کے حوالے سے کام کر رہی ہیں تاکہ اس کو بچایا جاسکے جس سے مجھے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔ میں ان تنظیموں کے کام سے بہت متاثر ہوئی اور مجھے احساس ہوا کہ یہ پرندے اور جانور اس ماحول کا حسن ہیں، یہ معصوم پرندے اور جانور ماحول کو کیونکر خراب کریں گے، جس کے بعد میں نے اپنے ہی خیالات کی نفی کردی۔

مزید یہ کہ میں جانوروں کے رہنے کی جگہوں اور پرندوں کے گھونسلوں کو نقصان نہیں پہنچاتی اور نہ ہی اِدھراُدھر گندگی پھیلاتی ہوں۔

میں بہت سے ماحول دوست کام کرتی ہوں میں جن میں بجلی اور گیس کی بچت، پانی کو ضائع ہونے سے نہ شامل ہیں، دانت صاف کرتے ہوئے خاص طور پر پانی کا نل بند کردیتی ہوں اور ضرورت کے مطابق پانی کا نلکا کھولتی ہوں۔ میں اتنے ہی پرنٹ آؤٹ لیتی ہوں جتنوں کی مجھے ضرورت ہوتی ہے۔ ان عادات کو اپنانے میں مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ یہ تمام کام میں بہت آسانی سے کرلیتی ہوں۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے کہ ان عادات نے میری زندگی میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے، مثلاً ماحول کے حوالے سے میری معلومات میں اضافہ کیا ہے اور مجھے وقت کا پابند بنایا ہے۔

آنے والے دنوں میں میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی زندگی سے پلاسٹک شاپنگ کو نکال دوں جو ماحول میں بگاڑ پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ میں لوگوں سے بھی توقع کرتی ہوں کہ جانوروں اور پرندوں کو نقصان نہ پہنچائیں اور قدرت کو خوبصورت بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں۔

احساس!

میں ہمنا کیانی روٹس انٹرنیشنل اسکول، راولپنڈی میں IG1-G کی طالبہ ہوں۔ میں 13 سال کی ہوں۔

ایک دن مجھے یہ احساس ہوا کہ میں اپنے ماحول کو بہت گندہ کرتی ہوں، پرندوں کے گھونسلوں کو توڑ دیتی ہوں، جانوروں کو تنگ کرتی ہوں، ایک دن میں نے اپنے آپ سے سوال کیا؟ کیا جو کچھ میں کرتی ہوں صحیح کرتی ہوں، مجھے اپنے آپ سے بہت شرم آئی، اور اسی وقت میں نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ سے میں نہ جانوروں کو تنگ کروں گی اور اور نہ ہی پرندوں کے گھونسلوں کو توڑوں گی، مجھے ان سے پیار ہے۔ میری سمجھ بوجھ اور میری معلومات نے مجھے اس عادت کو اپنانے پر اکسایا، اگر کہیں میں بھول جاتی تو میں خود اپنے آپ کو یاد دلاتی یہی وجہ ہے کہ آج مجھے جانوروں اور پرندوں سے بہت پیار ہے۔

اس کے علاوہ میں توانائی کے مختلف ذرائع جیسے بجلی اور گیس کو بھی ضائع ہونے سے بچاتی ہوں، اگر کہیں میں یہ دیکھ لوں کہ کمرے میں کوئی موجود نہیں ہے اور بجلی سے چلنے والے آلات جل رہے ہیں تو میں انھیں فوراً بند کر دیتی ہوں۔ میں کبھی بھی سڑک یا فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے گندگی نہیں پھیلاتی۔

ایک عادت کو تبدیل کرنے میں مجھے بہت مشکل پیش آئی، میں اکثر کوڑا، کوڑے دان سے باہر پھینک دیتی تھی، کیونکہ میرا یہ خیال تھا کہ کوڑا، کوڑا دان میں پھینکنے میں زیادہ وقت لگتا ہے بہ نسبت گلی میں کوڑا پھینکنے کے۔ لیکن میں آہستہ آہستہ اس عادت پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

میری خواہش ہے کہ میں کاغذ کو ری سائیکل کر کے استعمال کروں تا کہ کاغذ کے بے جا استعمال میں کمی لا سکوں، کم سے کم پانی کا استعمال کروں، اسے ضائع ہونے سے بچاؤں، خاص طور پر اس وقت جب میں دانت صاف کرنے واش روم میں جاتی ہوں، یا جب نہانے کے لئے پانی کا استعمال کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میں یہ چاہتی ہوں کہ پلاسٹک شاپنگ بیگ کا استعمال کم سے کم کروں، بلکہ نظر انداز کرنے کی کوشش کروں، تا کہ میں اپنے ماحول کو صاف رکھنے میں کوئی چھوٹا سا کردار ادا کر سکوں۔

سبز ماحول اور میری خوشی!

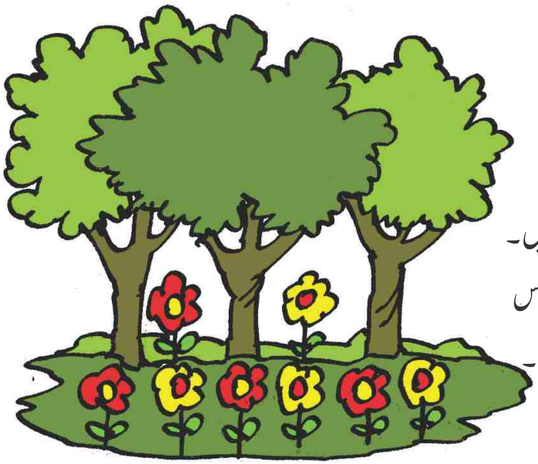

میرا نام ہودا عاصم ہے، میں روٹس انٹرنیشنل اسکول، مظفر آباد میں پڑھتی ہوں،
میں IG-I کی جماعت کی طالبہ ہوں۔

میرے والدین مجھے اکثر یہ بتاتے ہیں کہ کہیں بھی آپ اگر کوئی زائد بتیاں جلتی ہوئی دیکھیں تو انھیں فوراً بند کر دیں۔ اس طرح نہ صرف ہم بجلی بچا سکتے ہیں بلکہ غیر ضروری بتیاں بجھانے سے ہمارے گھر کا بجلی کا بل بھی کم آئے گا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ یہ میری عادت بن گئی۔ اب جب بھی میں کہیں جاتی ہوں تو غیر ضروری بتیاں بجھا دیتی ہوں۔ اسی طرح اگر میں اپنے کمرے سے باہر جانے لگتی ہوں تو جانے سے پہلے تمام بتیاں بجھا دیتی ہوں۔
اس عادت سے میرے والدین بہت خوش ہیں۔

اس کے علاوہ میں قدرتی حسن کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ مجھے اگر کہیں بھی سبزہ نظر آئے تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ میں درختوں، پھولوں اور پودوں کو نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ ان سے پیار کرتی ہوں۔ میرے والدین نے میرے اندر یہ تمام عادات ڈالی ہیں، چونکہ اب میں ان کی عادی ہوگئی ہوں لہٰذا اب مجھے اس میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ بلکہ میں بہت خوش ہوتی ہوں کہ میرے اندر یہ تمام ماحول دوست عادات ہیں۔

میرا جی چاہتا ہے کہ باقی لوگ بھی ایسا کریں، ماحول کو صاف ستھرا رکھیں، سڑکوں اور فٹ پاتھوں کو گندہ نہ کریں اور جب کبھی سیر و تفریح کے لئے اپنے دوستوں کے ساتھ باہر جائیں تو ان جگہوں کو بھی گندہ نہ کریں۔

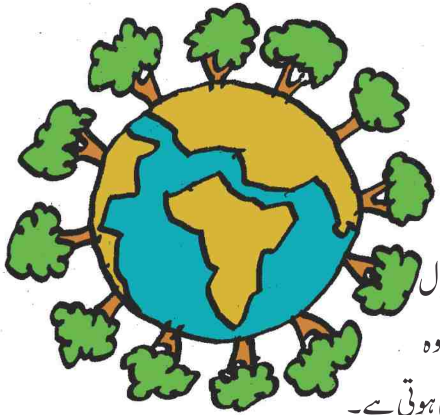

ماحول دوست رضا کارانہ کام

میرا نام محمد حنان خواجہ ہے، میں **روٹس انٹرنیشنل اسکول، سیالکوٹ** میں پڑھتا ہوں۔ میں تیسری جماعت کا طالب علم ہوں۔

میں جب بھی دانت صاف کرتا ہوں، نہاتا ہوں یا پودوں کو پانی دیتا ہوں تو کبھی بھی پانی کو ضائع نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ اس کا خیال رکھتا ہوں۔ پچھلے سال میں نے بہت سے نئے درخت لگائے تا کہ ماحول کو صاف ستھرا اور صحت مند بنایا جا سکے۔ اس کے علاوہ میں نوجوان رضا کاروں کے ساتھ مل کر ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے چندہ اکھٹا کرتا ہوں۔ یہ کام کر کے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔

میں نے اس کام کا آغاز چھوٹے پیمانے پر اپنے علاقہ سے کیا، وہاں میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر کچھ پودے لگائے۔ اس کے بعد بڑی عمر کے کچھ نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملایا جنھوں نے میرے اس کام میں بہت مدد کی۔ کچھ دن پہلے میں ایک آن لائن آرٹیکل پڑھا، جس میں مجھے بہت دلچسپ معلومات حاصل ہوئیں کہ درخت لگانے سے آلودگی کو کم کیا جا سکتا ہے، اس بات نے میرے کام کو متحرک کر دیا۔ لیکن بعض اوقات اس کام سے میرے پڑھنے لکھنے کے اوقات میں تھوڑی بہت مشکل پیدا ہو جاتی ہے، لیکن اس مسئلہ کے حل کے لئے میں نے ایک ٹائم ٹیبل بنا لیا ہے جس سے میری پڑھائی اور اس کام میں خلل پیدا نہیں ہوتا۔ رضا کارانہ طور پر ماحول دوست کام کرنے سے مجھے بہت سکون ملتا ہے اور کام کر کے بہت خوشی ہوتی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں بڑا ہوں تو میں ماحول کو بچانے کے لئے بہت سارے کام کروں، جن میں توانائی جیسا کہ بجلی اور گیس کی بچت، پانی کو ضائع ہونے سے بچانا، چیزوں کو بیکار سمجھنے کے بجائے انھیں قابل استعمال بنانا اور ایسے تمام کام کرنا جس سے ماحول میں مثبت تبدیلی شامل ہیں۔

ہماری زمین میں دن بدن تبدیلیاں آ رہی ہیں، لہذا ہم سب کا فرض ہے کہ اس زمین پر تمام رہنے والے اپنے اپنے طور پر کچھ نہ کریں تا کہ ہم سب مل کر اس کو اپنے رہنے کے لئے محفوظ بنا سکیں۔ ہمیں بتانے کی ضرورت ہے کہ جہاں ہم رہ رہے ہیں، اس کی کیا اہمیت ہے، اس کو بچانے اور اپنے زندہ رہنے کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ درخت ہیں۔

قدرتی وسائل ایک نعمت، انھیں ضائع مت کریں!

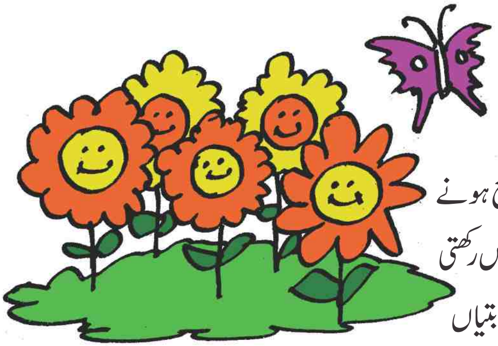

میرا نام ماریہ سعید ہے، میں **روٹس انٹرنیشنل اسکول، راولپنڈی** میں پڑھتی ہوں۔ میں چھٹی جماعت کی طالبہ ہوں۔

میں بہت سے ماحول دوست کام کرتی ہوں جن میں بجلی، پانی اور گیس کی بچت شامل ہیں۔ اسی طرح میں پانی کو ضائع ہونے سے بھی بچاتی ہوں۔ جب میں منہ، ہاتھ، دانت صاف کررہی ہوتی یا نہانے جاتی ہوں تو پانی کا نل غیرضروری طور پر کھلا نہیں رکھتی، بلکہ ضرورت کے مطابق استعمال کرنے کے بعد بند کردیتی ہوں۔ اگر میں یہ دیکھوں کہ کمرے میں کوئی نہیں ہے اور بتیاں جل رہی ہیں تو انھیں بجھا دیتی ہوں۔ میں کبھی بھی پبلک مقامات، فٹ پاتھ اور سڑکوں کو گندہ نہیں کرتی، بلکہ اگر میں لوگوں کو جگہ جگہ گندگی پھیلاتے ہوئے دیکھوں تو اسے اکھٹا کرکے کوڑادان میں پھینک دیتی ہوں۔ میں جانوروں اور پرندوں کے گھروں کے نقصان نہیں پہنچاتی، بلکہ ہمیشہ ان کا خیال رکھتی ہوں۔

میں کہیں بھی ہوں اگر مجھے غیرضروری بتیاں جلتی ہوئی نظر آئیں تو فوراً انھیں بجھا دیتی ہوں۔ ہم تو بہت خوش قسمت ہیں کہ خدا نے ہمیں ہر طرح کی نعمت سے نواز رکھا ہے، اور ہم ان وسائل کا ضیاع کرتے رہتے ہیں لیکن مجھے اکثر ان لوگوں کا خیال آتا ہے جن کے پاس نہ بجلی ہے، نہ گیس اور نہ پینے کے لئے پانی۔ میں اکثر جب ان لوگوں کے بارے میں سوچتی ہوں تو فالتو بتیاں اور گیس کے ہیٹر بند کردیتی ہوں، کہ ہم کیوں ان وسائل اور نعمتوں کا ضائع کرتے ہیں۔ جب میں گھر نہیں ہوتی تو میں بہت سی چیزوں پر نظر نہیں رکھ سکتی لیکن گھر میں یا جہاں کہیں بھی ہوں، توانائی کی بچت کے لئے کوشاں رہتی ہوں، یہ سب کچھ کرکے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ اپنے طور پر میں نے بہت سی ماحول دوست عادات اپنالی ہیں لیکن دوسروں کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے، میں کوشش کرتی ہوں کہ وہ میرے جیسے بن جائیں۔

میری خواہش ہے کہ آنے والے دنوں میں زیادہ سے زیادہ درخت لگاؤں اور اپنی زمین کو سرسبز وشاداب رکھ سکوں۔ میں دوسرے لوگوں سے بھی یہی توقع رکھتی ہوں کہ وہ پانی کو ضائع ہونے سے بچائیں اور زمین کو آلودہ نہ کریں، کیونکہ یہ ہمارے رہنے کی جگہ ہے۔

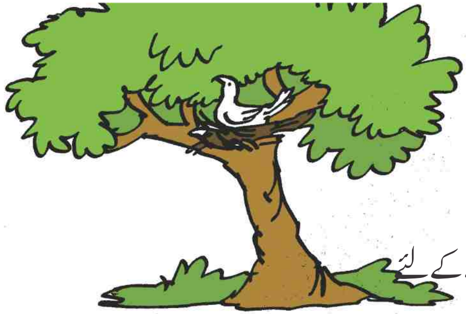

جانوروں سے پیار اور ان کی حفاظت!

میرا نام موبینا خرم ہے۔ میں روٹس انٹرنیشنل اسکول، راولپنڈی، جماعت IG-IG میں پڑھتی ہوں۔

مجھے بچپن سے ہی جانوروں سے بہت پیار تھا، ان کا خیال رکھنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ میں ان کے گھروں کو محفوظ بنانے کے لئے کچھ بھی کر گزرتی تھی اور ابھی بھی میرا یہی حال ہے۔ اگر انھیں کوئی تنگ کریں تو میں ذہنی طور پر پریشان ہو جاتی ہوں ۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بچہ پرندے کے گھونسلے کو توڑ رہا ہے، مجھ سے یہ بات برداشت نہیں ہوئی اور اسی وقت میں نے اپنے آپ سے یہ عہد کر لیا میں خود جانوروں اور پرندوں کے گھروں کا خیال رکھوں گی اور کسی کو بھی انھیں توڑنے یا تنگ کرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ جانور اور پرندے ہمارے ماحول کا حسن ہیں لہذا مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ کوئی انھیں پریشان کرے۔

جانوروں کا خیال اور ان کی دیکھ بھال کے حوالے سے مجھے اکثر پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ بعض اوقات انھیں ایسی بیماری لگ جاتی ہے جس سے ان کی موت واقع ہو جاتی ہے، اس وقت مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ان کی زندگی کیسے بچاؤں۔ اس کام کے لئے میں نے رضا کاروں پر مشتمل ایک ٹیم بنائی تا کہ آئندہ اگر اس قسم کا کوئی واقعہ ہو تو فوری طور پر اس مسئلہ سے نبٹا جا سکے۔ مجھے اپنی اس عادت سے بہت خوشی ملتی ہے کہ میں جانوروں اور پرندوں سے نہ صرف پیار کرتی ہوں بلکہ ان کی جان کی حفاظت کی بھی پوری کوشش کرتی ہوں۔ میں دیگر لوگوں سے بھی یہی توقع کرتی ہوں کہ وہ جانوروں کی رہائش کو خراب نہیں کریں گے بلکہ ان کی حفاظت بھی کریں گے۔

میری ایک اور عادت یہ بھی ہے کہ میں گاڑی کا استعمال کم سے کم کرتی ہوں سائیکل چلاتی ہوں یا پیدل چلتی ہوں، کیونکہ اس سے آلودگی پیدا ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

آخر میں، میں لوگوں کو یہ پیغام دینا چاہتی ہوں بجلی کی بچت کریں، پانی کو ضائع ہونے سے بچائیں، جگہ جگہ گندگی نہ پھیلائیں، پلاسٹک بیگ کا استعمال کم کریں، زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں، کاغذ کو ری سائیکل کر کے استعمال میں لائیں اور ماحول دوست عادات اپنائیں۔

پانی ایک قیمتی نعمت!

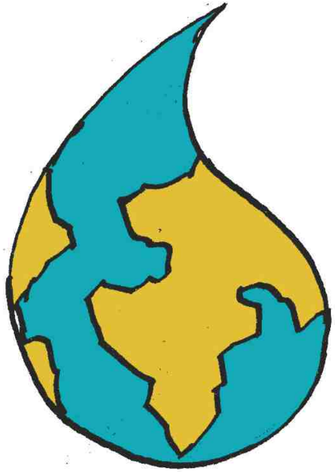

میرا نام اویس ہے، میری عمر 10 سال ہے اور میں روٹس انٹرنیشنل اسکول، ڈی ایچ اے، فیز II سیکٹر C میں پڑھتا ہوں۔

پانی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، جو دن بدن ختم ہوتی جاری ہے۔ اگر ہم اسی طرح پانی ضائع کرتے رہے تو ایک دن یہ نعمت ہم سے چھن جائے گی۔ میں جب بھی اس بارے میں سوچتا ہوں تو پریشان ہو جاتا ہوں۔ اس لئے میری ایک عادت ہے کہ جب بھی میں دانت صاف کرنے واش روم جاتا ہوں تو پانی کا نل کھلا نہیں رکھتا بلکہ ضرورت کے مطابق استعمال کرتا ہوں۔ میں نے ایک ٹی وی پر دیکھا کہ لاکھوں افراد کو یہ نعمت حاصل ہی نہیں ہے اور وہ پانی کے بغیر زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے پاس اتنا بھی پانی نہیں ہے جس سے وہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکیں۔ یہ دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ پانی ضائع نہیں کرنا بلکہ اس کو محفوظ کرنا چاہیے۔ مجھے اکثر اپنی اس عادت کے حوالے سے پریشانی رہتی ہے کیونکہ میں جب لوگوں کو بتاتا ہوں تو وہ میری بات پر بالکل دھیان نہیں دیتے بلکہ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ پھر میں یہ سوچتا ہوں کہ کسی کو تو کوئی مثال بنانا پڑے گی، یا کسی کو تو پہلا قدم اٹھانا پڑے گا تو کیوں نہ اس کام کا آغاز میں اپنے آپ سے کروں۔

میں اپنی اس عادت سے کوئی زیادہ خوش نہیں ہوں کیونکہ لوگ میری بات پر توجہ نہیں دیتے، بلکہ مجھے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس عادت کے علاوہ میں گندگی نہیں پھیلاتا، سڑکوں اور فٹ پاتھوں کو گندہ نہیں کرتا، کوشش کرتا ہوں کہ ری سائیکل کاغذ کا استعمال کروں، غیر ضروری پرنٹ آؤٹ نہیں لیتا، پلاسٹک شاپنگ بیگ کا استعمال کم کرتا ہوں اور زیادہ تر کپڑے کا تھیلا اپنے ساتھ لے کر جاتا ہوں۔ اگر کھانا خراب ہو جائے تو اسے صحیح طریقہ سے ٹھکانے لگاتا ہوں۔

بڑا ہو کر میں حکومت کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ بارشوں کے موسموں سے فائدہ اٹھانے کے لئے بڑے بڑے سٹور بنائے تا کہ پانی کو محفوظ بنایا جا سکے۔ پانی کے حوالے سے لوگوں میں شعور و بیداری پیدا کی جائے ہے۔

شاپنگ بیگ پہ لکھی اک نظم

التجاء!

ہم بچے، عورتیں اور مرد
کریں اک التجاء
پلاسٹک شاپنگ بیگ سے
ہوگئی ہے گندگی کی انتہاء
رہی اگر روش یہی
ہوجائیگا ماحول بہت جلد فنا
کیا ماحول کو کرنا تباہ
نہیں ہے اک کبیرہ گناہ؟
گرچہ دستیابی ہے اسکی آساں بہت

مگر ماحول پہ گزرتا ہے یہ گراں بہت
خدارا چھوڑ دیں استعمال اسکا
اور بخشیں ماحول کو اک حیاتِ جاوداں

سیکھیں اک ننھا سا لفظ 'نہ'
اور کریں ہر بار استعمال اس لفظ کا
جب بھی کوئی دینا چاہے آپکو
شاپنگ بیگ میں ڈال کر اشیاء

یہی ہے پیغام عین عمل کا
اک 'نہ' اور سکھ بے پناہ

عبدالشکور سندھو

اساتذہ کی جانب سے ماحولیاتی کہانیاں

کرتا ہے اسکی مدد خدا
منزل پہ ہو جس کی نگاہ

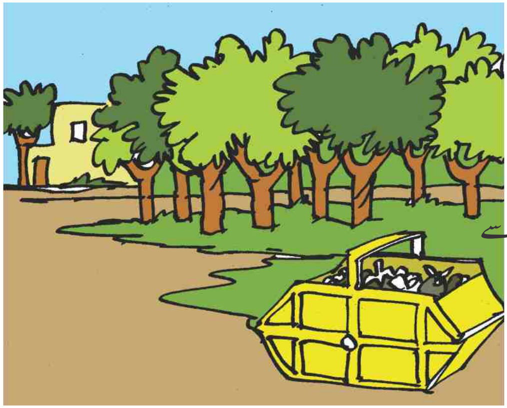

میں ہوں عروج امتیاز۔ میں رائز انٹرنیشنل اسکول، اسلام آباد میں پڑھاتی ہوں۔

پچھلے برس میں نے درختوں کے سات پودے لگائے۔ درخت اگانا اور باغبانی میرا محبوب مشغلہ ہے۔ لیکن باغبانی سے بڑھ کر مجھے درخت اگانا زیادہ اچھا لگتا ہے۔ میرے گھر میں اتنی جگہ نہیں کہ میں درخت لگا سکوں۔ لہذا اپنا شوق پورا کرنے کے لئے میں نے اپنے آبائی شہر میں درخت لگائے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ درخت لگانا ایک بہت ہی مفید ماحول دوست عمل ہے۔ ماحول دوست عمل کہیں بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے کسی جگہ کی ضرورت نہیں مخصوص۔
میں نے محسوس کیا کہ ہمارے علاقے میں لوگ صفائی کا خیال نہیں رکھتے جسکی وجہ سے بہت سی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں مجھے ضرور کچھ کرنا چاہیئے۔ میں نے اپنے گھر والوں اور محلّہ داروں کو سمجھانا شروع کیا۔ مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انھیں یہ سمجھانا بہت مشکل تھا کہ ماحول ہماری زندگیوں کے لئے کیا اہمیت رکھتا ہے، اور اسے صاف ستھرا رکھنا کیوں ضروری ہے۔ سب سے بڑی مشکل تو یہ تھی کہ میرے گھر والے بھی میری باتوں کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔ لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری اور اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ آہستہ آہستہ مجھے کامیابیاں ملنا شروع ہو گئیں۔ میرا ایمان ہے کہ اگر انسان کی نیت ٹھیک ہو تو وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا اور خدا بھی انھی کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

میری کامیابیاں ابھی چھوٹی چھوٹی ہی سہی لیکن میں بہت خوش ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک بڑی مثبت معاشرتی اور ماحولیاتی تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ سب لوگ مل جل کر کام کریں کیونکہ یہ ایک تنہا انسان کے بس کی بات نہیں۔ جب ہر انسان اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے حصے کے کام کرنا شروع کر دیگا تو ہمارا ماحول اور معاشرہ دونوں ہی صحت منداور خوشحال ہو جائیں گے۔

میرا سفر جاری ہے۔ میں بہت سے کام کرنا چاہتی ہوں۔ گذشتہ برس کی طرح اس سال بھی میں درخت لگاؤں گی اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کے لئے کہوں گی۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ کوڑا کرکٹ صرف کوڑادان میں ہی پھینکا جائے۔ میں تمام لوگوں کو یہ پیغام دینا چاہتی ہوں۔ میں جس علاقے میں رہتی ہوں وہاں گندے پانی کی نکاسی (سیوریج) اور کوڑا کرکٹ کوٹھکانے لگانے کا مناسب انتظام موجود نہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر اس علاقے کے لوگ مل جل کر کام کریں تو بہت جلد ان مسائل کو بھی حل کیا جاسکتا ہے۔ جب ہمارا علاقہ صاف ستھرا ہوگا تو ہم ایک صاف ستھری فضا اور ماحول میں سانس لے سکیں گے۔

میں سمجھتی ہوں کہ شہریوں کی جانب سے کیئے جانے والے ماحولیاتی اقدامات تو اپنی جگہ اہم ہیں ہی، لیکن ہماری حکومت کو بھی اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پورا کرنا چاہئیں۔ ماحولیاتی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہئے کہ ایسی پالیسیاں بھی بنائے جن کے ذریعے لوگوں کو روزگار ملے تا کہ وہ ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

نورین بنوری، اسکول ٹیچر، رائز انٹرنیشنل سکول

میں ایک سائنس کی استاد ہوں اور لیبارٹری کا کوڑا (waste) ہمیشہ صحیح انداز سے ٹھکانے لگاتی ہوں، تا کہ ہمارے کام سے ماحول کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ میں کوئلہ اور تیل کو بذات ایندھن استعمال کرنے کے بجائے کوشش کرتی ہوں کہ قدرتی گیس کا استعمال کروں، کیونکہ یہ قدرتی ماحول کو کم نقصان پہنچاتا ہے۔ اپنی اسکول کی لیبارٹری کے لئے میں قدرتی بائیوڈیگریڈایبل (bio-degradable)، غیر فاسفیٹ اور غیر زہریلی اشیاء خریدتی ہوں۔ پودے لگانا، بجلی اور قدرتی گیس بچانا، کاغذ کو دوبارہ قابل استعمال بنانا اور کوڑے کو ارد گرد نہ پھیلانا میری روزمرہ کی عادات میں شامل ہیں۔ مجھے بچپن سے یہ عادت ہے کہ جہاں میں بیٹھتی ہوں، کام کرتی ہوں، گویا کہیں بھی جاتی ہوں تو صفائی کا خاص خیال رکھتی ہوں۔

جب سے میں نے مائیکروبائیولوجی پڑھنا شروع کی ہے، مجھے ماحول کی صفائی کی اہمیت کے بارے میں زیادہ معلوم ہونا شروع ہوگیا، یہی وجہ تھی کہ میں ہمیشہ ماحول کو خطرناک مواد سے دور رکھتی ہوں۔ ماحولیاتی آلودگی اور اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں نے میرے اندر آلودگی کے بارے میں شعور پیدا کیا جس نے میرے کام کو تقویت ملی۔ مجھے اپنی عادات کے حوالے سے کبھی مشکل پیش نہیں آئی۔ بلکہ ہر مرحلہ پر میں نے کچھ نیا سیکھا۔ میں اپنی صفائی کی عادت سے بہت خوش ہوں۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ پڑولیم سے بنی مصنوعات کا استعمال کم سے کم کروں اور ایسے بلب استعمال کروں جس سے بجلی کی بچت ہو سکے۔ آخر میں یہ کہوں گی اگر ہم نامیاتی کوڑے سے کھاد بنانا شروع کر دیں تو ہم اپنی زندگی سے کوڑے کی مقدار کو کم کر سکتے ہیں۔

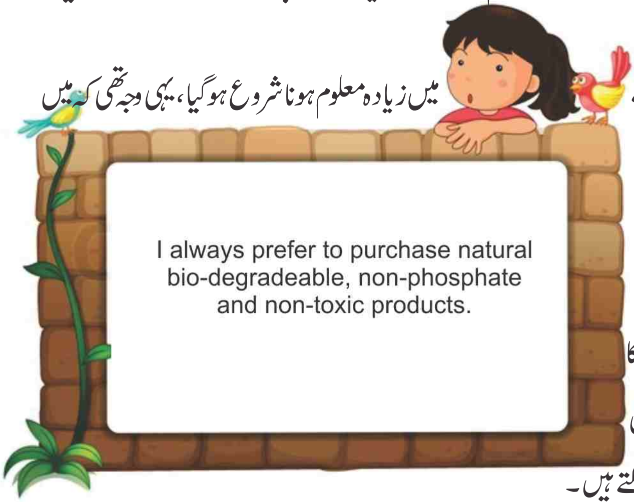

قدرتی ماحول کا بچاؤ

میرا نام سحرش منیر ہے، میں رائز انٹرنیشنل سکول میں پڑھاتی ہوں۔

میں ہمیشہ لوگوں کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرتی ہوں کہ قدرتی ندی نالوں کو گندہ نہ کریں، پبلک مقامات پر کوڑا کرکٹ مت پھینکیں۔ میرے لئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم سب قدرت کا حصہ ہیں اور اس کائنات میں بے شمار نعمتیں ہمارے لئے ہیں، اور دن بدن ہم ان نعمتوں میں کمی کا باعث بن رہے ہیں تو سب سے پہلے میں نے اپنی ذات سے کام شروع کیا کہ کسی طرح سے قدرتی وسائل کو بچایا جائے اور انھیں محفوظ بنایا جا سکے۔ اس لئے سب سے پہلے میں نے پانی کے ضیاع کو ختم کیا اور احساس ہوا کہ اگر میں، آپ اور میرے اردگرد کے لوگ ان قدرتی وسائل کو محفوظ کرنا شروع کر دیں تو ہم آنے والے دنوں کے لئے اسے بچا سکتے ہیں۔ اگرچہ میں پوری طرح ان عادات کی عادی نہیں تھی اور بعض اوقات بھول جاتی ہوں، لیکن آہستہ آہستہ میں نے اپنے اندر تبدیلی لائی۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے میں نے ایک یومیہ کیلنڈر پر مبنی ایک ٹاسک شیٹ بنائی، جس میں میں روزانہ کی بنیاد پر اپنے کام لکھتی رہتی ہوں، جس سے میری عادات میں کافی تبدیلی آئی ہے۔ مستقبل میں زیادہ سے زیادہ پودے لگانا چاہتی ہوں، جس سے ہمارے اردگرد کے ماحول میں بہتری آئی گی بلکہ ہماری صحت پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

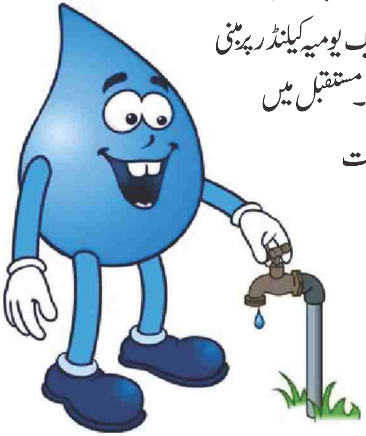

میرا صاف ستھرا کیمپس

سجاد حیدر، استاد، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد

میرا نام سجاد حیدر ہے۔ میں قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہء بشریات (انتھروپولوجی) میں بطور استاد خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ شہرساز کی جانب سے مجھے عین عمل کے دیگر ممبران کی طرح ایک سوال نامہ موصول ہوا۔ اس میں ماحولیاتی اعمال کی ایک فہرست دی گئی تھی اور پوچھا گیا تھا کہ ان میں سے کون کون سے اعمال آپ سرانجام دیتے ہیں؟ مجھے یہ بتاتے ہوئے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس فہرست میں درج تمام ماحولیاتی سرگرمیاں یا اعمال میں سرانجام دیتا ہوں۔ یعنی بجلی اور گیس سے چلنے والی اشیاء کے غیر ضروری استعمال سے پرہیز تاکہ بجلی اور گیس کی بچت کی جائے، پانی کا غیر ضروری استعمال سے پرہیز، سڑکوں، راستوں اور عوامی مقامات پر گندگی نہ پھیلانا، استعمال شدہ کاغذ کا دوبارہ استعمال، صرف انتہائی اور ناگزیر حالات میں پرنٹ آؤٹس لینا، پلاسٹک شاپنگ بیگ کی جگہ کپڑے اور لفافے کے تھیلوں کا استعمال، اور پرندوں اور جانوروں کے رہائشی علاقوں کو نقصان نہ پہنچانا؛ لیکن ان اعمال کے علاوہ بھی کچھ ایسی باتیں ہیں جو آپ کو بتا کر مجھے خوشی ہوگی۔

میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ گاڑی کا ہارن کم سے کم استعمال کروں، ٹریفک قوانین کی پابندی کروں، بلکہ یہی نہیں بلکہ میں اپنے دوست و احباب کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دلاتا رہتا ہوں۔ لوگوں کو متحرک کرنے کے لئے میں روایتی طریقہ کار کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کا بھی سہارا لیتا ہوں۔

میں شہرساز اور عین عمل کو دل کی گہرائیوں سے داد دینا چاہتا ہوں کہ انھوں نے پلاسٹک شاپنگ بیگ اور ان کے استعمال اور ان سے جڑے ماحولیاتی خطرات سے آگاہی کی مہم شروع کی۔ میں صدق دل سے ایک سماجی رضا کار ہوں جس دن میں 'عین عمل' کا حصہ بنا، میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ پلاسٹک شاپنگ بیگ کے استعمال سے اجتناب کروں گا۔ اس دن سے میں یہ عہد نبھا رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اور لوگوں میں کو بھی بتا رہا ہوں کہ پلاسٹک شاپنگ بیگ کے ماحول دوست متبادل طریقے کون کون سے ہو سکتے

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پلاسٹک شاپنگ بیگ کے بارے میں شہر ساز اور عین عمل نے مجھے بہت شعور دیا۔

میں نے اپنی جن سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے انھیں اپنی عادات بنانے میں مجھے شروع شروع میں کچھ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن رفتہ رفتہ ان اعمال کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی، اور اب میں اپنی ماحول دوست عادات سے بہت خوش ہوں۔ میں ان ماحولیاتی سرگرمیوں کو سرانجام دینے کے لئے ہمیشہ نئے نئے طریقے سوچتا رہتا ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ کیا ماحولیاتی عادات اپنا کر میں خوش ہوں تو میں کہوں گا میں نہ صرف خوش ہوں بلکہ مجھے ان عادات پر ناز ہے۔

سوشل میڈیا پر تقریباً دس ہزار افراد میری سرگرمیوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ بطور ایک سماجی رضا کار اور مقرر میں آنے والے دنوں میں سوشل میڈیا کے ذریعے لوگوں میں ماحولیاتی اور شہری شعور پیدا کرنے کی کاوشیں کروں گا۔ بطور ایک ماہر بشریات (Anthropologist) اور محقق، میں اس سلسلے کو بھی آگے چلاؤں گا۔

میں آخر میں آپ کو اپنی ایک حالیہ سرگرمی کا حال سنانا چاہتا ہوں۔ 23 اپریل 2014ء کو قائداعظم یونیورسٹی کے وائس چانسلر صاحب کی سرکردگی میں ''میرا صاف ستھرا کیمپس'' کے نام سے ایک بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس تقریب کی انتظام کاری اور رابطہ کاری میری ذمہ داری تھی سوشل میڈیا کے ذریعے تقریباً 3000 سے زائد لوگ اس تقریب میں شامل ہوئے۔ وائس چانسلر نے اس تقریب کے لئے تمام دیگر مصروفیات ترک کر دیں اور تقریب کی کامیابی ممکن بنائی۔

تقریب کے بارے میں لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے میں نے پہلی مرتبہ Hash Tag Campaigning کا طریقہ کار اپنایا تا کہ تقریب کے لئے دی گئی انفرادی خدمات کا اعتراف کیا جا سکے۔ نوجوانوں نے خصوصاً اس طریقہ کار کو بہت پسند کیا اور بڑی تعداد میں تقریب میں شریک ہوئے۔

بیکار اشیاء سے نئی اشیاء تیار کرنا

میرا نام آصفہ نسیم ہے، میں اسلام آباد ماڈل اسکول G-7/2-3,(I-VIII) میں بطور استاد پڑھاتی ہوں۔

میں نے اپنے اسکول کے قابل بچوں کا اکھٹا کر کے کچھ ماحول دوست کام سر انجام دیئے، مثلاً ان کو ساتھ ملا کر ماحول کے موضوع پر ماڈلز تیار کیئے، ری سائیکل میٹریل سے بہت سی اشیاء تیار کی۔ بچوں نے اس سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کے علاوہ میں اپنی ذاتی زندگی میں بھی کچھ ایسے ہی کام کرتی ہوں، جن کا تعلق ماحول دوست کاموں سے ہے جن میں غیر ضروری یا نا قابل استعمال اشیاء سے مختلف اشیاء بنانا، گھر میں یا گھر سے باہر پانی کا ضیاع نہ کرنا، غیر ضروری بتیاں بجھا کر رکھنا، سڑک یا عوامی مقامات پر گندگی نہ پھیلانا، بلکہ بچوں کو بھی اس کی ترغیب دینا۔ گھریلو خریداری کے دوران کوشش کرنا کہ کپڑے کا تھیلا استعمال کرنا اور پلاسٹک شاپنگ سے گریز کرنا۔ پچھلے سال میں نے 30 درخت لگائے۔ میری سب سے خاص عادت یہ ہے کہ جب بھی میں کسی تفریحی مقام پر جاتی ہو تو ہمیشہ کوڑا دان دیکھ کر اس میں کوڑا ڈالتی ہوں بلکہ اپنے بچوں کو بھی یہی بات سمجھاتی ہوں۔ میں ایک مرتبہ اپنی زندگی میں امریکہ گئی جب میں نے ان کا صاف ستھرا ماحول دیکھا تو بہت متاثر ہوئی اور اپنے بارے میں جان کر بہت شرمندگی ہوئی کہ ہم اپنے ماحول کے ساتھ کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ ماحول کو بچانے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کرتے ہیں۔ میں ان تمام باتوں سے بہت متاثر ہوئی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے ارد گرد کا ماحول صاف ستھرا، صحت مند اور خوبصورت ہو۔ مجھے ان عادات کو اپنانے میں کوئی مشکل نہیں پیش آئی، کیونکہ ان سے نہ صرف میں مطمئن ہوں بلکہ اک صحت مند زندگی بھی گزر رہی ہوں۔ میں مستقبل میں بہت سے درخت اور لگانا چاہتی ہوں اور میری خواہش ہے کہ لوگ بھی زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں، بیکار اشیاء کو قابل استعمال بنا کر نئی چیزیں تیار کریں۔

8000 درخت

میں انیلہ سلیمان ہوں، میں بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد MBA کی طالبہ ہوں

پانی، بجلی اور گیس کے غیر ضروری استعمال سے گریز، کوڑا کرکٹ راستوں، سڑکوں اور عوامی مقامات پر نہ پھینکنا۔ استعمال شدہ کاغذ کو دوبارہ استعمال میں لے آنا، پرنٹ آؤٹس صرف اس وقت لینا جب انتہائی ضروری ہو، کوشش کرنا کہ پلاسٹک شاپنگ بیگ کی جگہ کپڑے یا کاغذ کے تھیلے کا استعمال کرنا؛ پرندوں اور جانوروں سے محبت اور خاص کر جنگل کے جانوروں کے رہائشی علاقوں (Habitat) کو نقصان نہ پہنچانا؛ کچھ ایسی سرگرمیوں ہیں جو میرے معمولات کا حصہ ہیں۔

لیکن اس تحریر کے ذریعے ماحولیاتی عمل، جس پر مجھے فخر ہے، آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ میں روٹس انٹرنیشنل اسکول میں، اسلام آباد میں Activity Coordinator کے طور پر بھی خدمات سرانجام دے رہی ہوں۔ پچھلے سال اسکول کے ساتھ مل کر ہم نے 8000 درختوں کے پودے لگائے۔

بچپن سے درختوں، پودوں اور ماحولیاتی سرگرمیوں سے مجھے شغف رہا ہے۔ مجھے یہ شوق اپنے ابا سے ورثے میں ملا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے پہلا پودا اس وقت لگایا تھا جب میں بہت چھوٹی تھی۔

میں چاہتی ہوں کہ سب لوگ درخت لگائیں، بلکہ درخت لگانا اور ان کی حفاظت کرنا ہم اپنا قومی فریضہ اور عادت بنالیں۔

بحریہ یونیورسٹی، گرین کلب، اسلام آباد کیمپس

بحریہ یونیورسٹی، گرین کلب نے متعدد بار ماحولیاتی شعور و آگاہی سے متعلق یونیورسٹی میں سیمینارز اور پروگراموں کا انعقاد کروایا۔ تاکہ طالبہ و طالبات کو غیر نصابی سرگرمیوں میں نہ صرف شامل ہونے کا موقع ملے بلکہ ماحول کے بارے میں بھی آگاہی حاصل ہو۔ جسے نہ صرف وہ عملی زندگی میں اپنائیں بلکہ ماحول دوست بھی کہلائیں۔ انھی سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے گرین کلب کے سربراہ محمد سمیع نے 'گو گرین' کے نام سے ایک پروگرام کا انعقاد کیا۔ اس منصوبہ کا بنیادی مقصد طالبہ و طالبات میں شعور و آگاہی بیدار کرنا تھا اور ساتھ ہی کوڑے کرکٹ کے بہتر انتظام کے بارے میں اہمیت کو اجاگر کرنا تھا۔ اس سلسلے میں گرین کلب کی ٹیم نے ''صاف ستھرا بحریہ'' کے نام سے ایک منصوبہ کا آغاز کیا۔ اس منصوبہ کے تحت یونیورسٹی میں تین طرح کے کوڑا دان لگانے تھے، جس پر علیحدہ علیحدہ لیبل لگانا مقصود تھا:

۱۔ ری سائیکل ایبل میٹریل (کاغذ اور پلاسٹک)

۲۔ نامیاتی کوڑا

۳۔ شیشہ والا کوڑا

مستقبل میں ہم نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ ری سائیکل میٹریل کو فروخت کیا جائے اور اس حاصل ہونے والی آمدنی کو گرین کلب کی سرگرمیوں میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہم آنے والے دنوں میں composting کے حوالے سے تربیتوں اور آگاہی پروگرام بھی شروع کریں گے۔

شہریوں کی جانب سے ماحولیاتی کہانیاں

کوڑے کرکٹ کا بہتر انتظام

میرا نام سمیرا گل ہے، میں راولپنڈی شہر کی باسی ہوں

میں بنیادی طور پر میں کوڑے کرکٹ کے بہتر انتظام پر کام کرتی ہوں۔اس کام کا آغاز میں نے اپنی کم عمری میں شروع کیا۔ میں بنیادی طور پر ماحول دوست ہوں، میں ہمیشہ کوشش کرتی ہوں کہ گھر کی غیر ضروری بتیاں بجھادوں اور سردیوں میں گیس سے چلنے والے آلات کا استعمال کم سے کم کروں، خاص طور پر اس وقت جب کمرے میں کوئی بھی موجود نہ ہو۔ میں دانت صاف کرتے ہوئے، کپڑے اور برتن دھوتے ہوئے ہرگز پانی ضائع نہیں کرتی۔ میں سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر جگہ جگہ غیر ضروری چیزیں نہیں پھینکتی۔ کام کے دوران میں زیادہ تر ایسے کاغذ کا استعمال کرتی ہوں جسے دوبارہ استعمال کیا جا سکے اور پرنٹ اس وقت لیتی ہوں جب مجھے اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب میں بازار خریداری کے لئے جاتی ہوں تو کپڑے کا تھیلا استعمال کرتی ہوں اور پلاسٹک شاپنگ بیگ کے استعمال کو نظرانداز کرتی ہوں۔ ان ماحول دوست کاموں کو اپنانے کی اہم وجہ یہ ہے کہ جس علاقہ میں میری رہائش ہے اس کا اردگرد کا ماحول صاف ستھرا نہیں ہے، جس کی وجہ سے میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کام کا آغاز اپنے علاقے سے کیا جائے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب میں نے اس کام کو شروع کیا تو مجھے کسی قسم کا کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا۔ مجھے خوشی ہے کہ میں اپنے ماحول کو بچانے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہوں اور ساتھ ہی ساتھ یہ کوشش کر رہی ہوں کہ ان عادت کو اپنی آنے والی نسل کو بھی منتقل کروں۔ مستقبل کے حوالے سے میں نے یہ سوچا ہے کہ کوڑے کو ٹھکانے لگانے کا ایک پلانٹ علاقہ میں لگایا جائے تا کہ کوڑے کا بہتر انتظام ہو سکے۔ میں توقع کرتی ہوں کہ باقی لوگ بھی ماحول دوست عادات کو اپنائیں اور اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔

پلاسٹک شاپنگ کے بجائے کپڑے کا تھیلا

میں مریم مغل، راولپنڈی شہر میں رہتی ہوں

میں جہاں بھی ہوتی ہوں اگر مجھے غیر ضروری ٹیوب لائٹس ربلب یا گیس کا ہیٹر چلتا ہوا نظر آئے تو فوراً اسے بند کر دیتی ہوں۔ جب میں کپڑے دھونے کے لئے واشنگ مشین لگاتی ہوں، باروچی خانہ میں برتن دھوتی ہوں، پانی ہر گز ضائع نہیں کرتی۔ اسی طرح جب میں اپنے والدین کے ساتھ باہر گھومنے پھرنے کے لئے جاتی ہوں تو کھانے پینے کی اشیاء سڑک اور فٹ پاتھ پر ہر گز نہیں پھینکتی، بلکہ کوڑادان تلاش کر کے اس میں پھینکتی ہوں اور اگر نہ ملے تو گاڑی میں ہی رکھ لیتی ہوں۔
جب میں اپنی والدہ کے ساتھ خریداری کے لئے جاتی ہوں تو ہمیشہ کپڑے کا تھیلا استعمال کرتی ہوں اور دکاندار سے پلاسٹک شاپنگ بیگ لینے سے انکار کرتی ہوں۔
گزشتہ سال میں نے پودینہ اور دھنیا کے پودے بھی لگائے تاکہ میں اسے گھر پر استعمال کر سکوں۔ مجھے ان تمام کاموں کے لئے شہرساز کی ماحولیاتی مہم ''عین عمل'' نے بہت متاثر کیا۔ یہی وجہ تھی میں اس مہم کی ممبر بنی، انھوں نے مجھے شعور دیا کہ پلاسٹک شاپنگ کا استعمال نہ صرف صحت کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ ماحول پر بھی اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
جب میں نے اس کام کا آغاز کیا تو لوگوں نے میرا مذاق اڑایا، لیکن میں نے لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہ کی اور اپنا کام جاری رکھا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جو کچھ میں کر رہی ہوں ایک اچھے کام میں اپنا حصہ ڈال رہی ہوں۔ مستقبل میں بھی ایسے ہی کام کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں کو بھی اس بارے میں بتانا چاہتی ہوں۔ میں لوگوں سے یہ توقع رکھتی ہوں کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا خیال رکھیں گے، ان کی قدر کریں گے اور اپنے ملک اور ماحول کو صاف ستھرا رکھیں گے۔

بچوں میں صفائی کی تربیت

میں امجد میانداد، اسلام آباد شہر میں رہتا ہوں

بے شک علم بہت بڑی نعمت ہے اور اگر علم کا صحیح معنوں میں کیا جائے تو اللہ رب العزت اس علم کے فیض سے ادراک کے دریچے انسان پر کھول دیتا ہے۔ ادراک یا آگاہی ہی دراصل انسان کو اچھائی بھلائی اور حقیقی نفع ونقصان سے روشناس کرواتی ہے۔ انسان کے ہاتھوں اس زمین، اس کی خوبصورتی اور ماحول کو پہنچنے والی تباہ کاریاں جو ہر گزرے دن کے ساتھ ساتھ بڑھتی جارہی ہیں، ان کا احساس ہوتے ہی مجھے بھی دیگر دردمند لوگوں کی طرح کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کا احساس شدت سے ستانے لگا ہے۔ اسی احساس کے تحت بجائے نظام اور حکومتوں پر الزام تراشی کی جائے میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ عمل کی ابتداء خود سے اور اپنے گھر سے کی جائے۔ اگر ہم اپنے محدود دائرہ کار میں بھی کامیابی سے ہمکنار ہوجاتے ہیں اور ماحول کو ایک فرد سے پہنچنے والے نقصان کو روکنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو یہ بھی ایک بہت بڑی کامیابی ہوگی اور انشاءاللہ آگے بڑھتے رہے تو کارواں بن ہی جائے گا۔

عملی اقدامات کے طور پر میں نے اپنے اور بچوں کے لئے کچھ اصول وضع کیے ہیں اور انھیں سمجھایا ہے کہ کس طرح کھانے پینے کی اشیاء کے ریپرز ہر جگہ پھینکنے کے بجائے صرف کوڑادان میں ڈالے جائیں، اور اگر کہیں بھی ریپر یا کاغذ نظر آئیں اسکول، کلاس یا پارک میں تو اٹھا کر کوڑے دان میں ڈالیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب میرے بچے اسکول میں یہ عمل اپنانے کے ساتھ ساتھ راستے سے بھی ریپرز اٹھا کر آس پاس موجود کوڑے دان میں ڈال دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ گھر کے کوڑادان کے لئے بھی لے آتے ہیں۔ مجھے ہر روز ان کے سکول بیگ صاف کرنے پڑتے ہیں۔ اگر بچے کہیں گھومنے پھرنے جائیں تو کچھ نہ کچھ وقت وہ ضرور آس پاس کی جگہ کو صاف کرنے میں صرف کرتے ہیں اور اب وہ ایسا میری ہدایت پر نہیں کرتے، بلکہ اپنی لگن اور خوشی سے کرتے ہیں۔ دیگر اقدامات میں میری طرف سے ماحولیات کی بہتری کے لئے کام کرنے والے بہت سے اداروں کو بلا معاوضہ پیش کی جانے والی میری خدمات ہیں، ان میں گرافک ڈیزائننگ، ویب ڈیولپمنٹ، فوٹوگرافی، پرنٹنگ، کارٹونز وغیرہ شامل ہیں۔

ہیومین ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن کی جانب سے تصویری کہانی

2014ءکی ایوارڈ یافتہ کہانیاں

1۔الیشبا ضیاء،طالبہ آٹھویں جماعت،روٹس انٹرنیشنل سکول،اسلام آباد

2۔حمزہ عبدالکریم،طالب علم چھٹی جماعت،جی ایس آئی ایس سکول،اسلام آباد

3۔عروج امتیاز،استاد(خاتون)،رائز انٹرنیشنل سکول،بہارہ کہو

4۔سجاد حیدر،استاد،(مرد) قائداعظم یونیورسٹی،اسلام آباد

5۔انیلہ سلیمان،طالبہ،بحریہ یونیورسٹی،اسلام آباد

6۔محمد سمیع،طالب علم،بحریہ یونیورسٹی،اسلام آباد

7۔مریم مغل،شہری(خاتون)،راولپنڈی

8۔امجد میانداد،شہری(مرد)،اسلام آباد

SHEHER SAAZ

Research & Development in Human Settlements